

علم طریقت کے طریقے سے نور الحدی حاصل کر کے مشرف لقا، ہو جاتا ہے اس طریقے سے نفس فنا، قلب صفائی اور روح کو بقا نصیب ہوتی ہے۔ (طالب) اسرار دیدار خدا کا واقف بن جاتا ہے۔ یہ طریقہ حرص طمع نشاستہ افعال عجب کبر، مواسیب کو وجود سے باہر نکال دیتا ہے۔ علم صور کا شوق حضوری مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ لقا، الجیب شفا، العلیل، مرض، عشق، کی شفا دیدارِ عجیب ہی ہے۔ بیت ۷

جو بھی طالب حق لقا حسُود ہوا جو کوئی من کر لقا، ہوا مرد و دُمُوا
جس نے دیکھا کیے کہ کیونکر کہے؟

اس کا گواہ فدا ہے جس حال میں بند ہے

قال عَلَيْهِ السَّلَامُ، مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَطَالَ إِسَانُهُ جس نے اپنے رب کو پیچاں لیا اس کی زبان دراز ہو گئی۔ ابیت ۸

جس نے دیکھا زبان اس کی ہوئی دراز ہر سخن دھستنا ہے اب بے آواز
جس نے دیکھا زبان اس کی ہوئی خاموش بسندہ دیدار حی لایم موت
جس نے دیکھا اس نے ہی پہنچ کیا اس کی آنکھوں سے خون بزگ نہ دیتا
جس نے دیکھا خود سے ہو گیا وہ کم مُرُدہ کو زندہ کر سے کہہ کے وہ قدم
دیکھنے والا ہو جاتا ہے ہوشیار کو خلق کو اوسے نہ اس پر اعتبار
بیک دم سوبار حاصل مجھ کو لقا، حاصل ہوئے ہیں یہ رات از حضور مصطفیٰ
صاحب علم علوم حی و قیوم (اس رسالہ) سے ظاہر باطن کے تمام ترا

معلوم کر سکتا ہے۔ اس کا رقم بندہ **بَا هُوَ فَانِ هُوَ** وند بانید عرف اعوان
سروری قادری ساکن قلعہ سور اونگ زین عالمگیر کے زمانہ میں ہے کہ بادشاہ
اسلام کو جمیعت نصیب ہو، چند کلمات بطور علم جز بیان کرتا ہے جو درحقیقت



دیدارِ بخش خورد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُ كَمَا ابْتَدَأَ جَوَّهْرَهُ اَوْ حَمِيمَهُ.

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُومُ وَ تَعْزِيزُهُ نَشَاءُ وَ تَذَلِّلُ
مَنْ نَشَاءُ بِيَدِكَ التَّغْيِيرِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
دم بدم ساعت طاعت طاعت کے ساتھ۔ آیات قرآن ختم قرآن۔ بزرگ اہل بزرگ
بے حد و بے شمار درود و صلوٰۃ متبرکات صاحبِ لا لاک قاب قویین پر اشرار
ظرف زد تجلی اనوار دیدار پروردگار سے مشرف غلطیوں کے علمبردار، ارواح مقدسه کے
سرور و سردار ابوالقاسم مُحَمَّد رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آپ کی آل آپ
کے اصحاب اور آپ کے اہل بیت پر جوں۔

بعد ازاں، اس تصنیف (دیدارِ بخش خورد) کا مصنف **بَا هُوَ وَهُوَ عَلَمٌ صَوْ**
بیان کرتا ہے جس میں تصویر (کم آللہ ذات) سے توفیق ملتی ہے۔ تحقیق کے ان ہلکے
سلوک سے اللہ کے خزانوں کا انقرف حاصل ہوتا ہے۔ معرفت حضوری کے اس خلس

ایک کیمیاء ترکیب بہز خانچے سیم وزر۔
دوم کیمیاء تصویر صاحب نظر۔

یہ ہر دو علوم طالب انسان کے نصیب میں نہ کہ حیوان گاؤ خراں کے لائق میں کیمیاء سیم وزر اکسیر ہے اور کیمیاء نظر نظر کوئین پرمیر فنا فی اللہ فقیر ہے۔ اے طالب اللہ! تو (ان دونوں میں سے) کون سی کیمیا اختیار کرنی چاہتا ہے؟ تجھے کس کیمیا پر اعتبار ہے؟ کیونکہ اس طرح کیمیاء دو حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ ایک کیمیاء سیم وزر دنیا مردار اور دوسرا کیمیاء مشرف معرفت دیدار پر درگاہ دیدار کی کسی علم سے راہ ہے؟ کون سا علم دیدار کا گواہ ہے؟ کس علم سے دیدار کو دلیل آگاہ ہے؟ اور کون سے علم سے دیدار کو نظر نگاہ ہے؟ سُنْ أَعْلَمْ جَاهِنَ
اے جاہل عالم اے عارف کامل اے وصل مکمل دیدار کا اثبات اس آیتہ کریمہ کے بوجوب ہوتا ہے۔ قوله تعالیٰ:

مَنْ كَانَ يَرْجُوَ الْقَاءَ رَبِّهِ فَلِيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا.

جو کوئی لقا نے رب کا طلب حاصل ہے اُسے چاہیئے کہ عمل صالح اختیار کرے۔ عمل صالح فیقر و ای ای اللہ۔ اللہ کی طرف بھاگنا ہے — اور کفر و پر شرک عمل طالع فیقر و ایمن اللہ۔ اللہ سے (اٹھا) بھاگنے کو کہتے ہیں۔ تجھے (ان دونوں میں سے) کون سی بات پسند ہے؟

جان لو! کہ جس نے اپنے آپ کو زبانی علم فضیلت سے آراستہ کر رکھا ہے اور وہ باطن میں علم عیان تصدیق طبی سے بے خبر ہے وہ مطلق حیوان شیطان کی قید میں ہے۔ وہ مُرُودہ دل ہے اگرچہ وہ ظاہر میں عالم ہو۔ اس کی زبان پر نص صدیث ہو مگر باطن میں وہ جاہل ہے (کیونکہ) اس کا نفس دیوبختی اور ترقیت اپلیس ہوتا ہے۔ جانے کافر یا بودیا منافق یا مشرک یا کاذب یا ظالم یا امارة ہوتا ہے۔

علم کل ہی کا بیان ہے۔ اس لیے کہ یہ (جن) معرفت توحید کے قفل کو ہونے والی کلید کل ہے جس سے طالبوں کو پہلے ہی روز حضرت بنی رابعہ حمت اللہ علیہا او حضرت بانیدہ حمت اللہ علیہ کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ (یکلید) علم دیدار ہے جو حاضرات اسم اللہ ذات اول کلمۃ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللَّهِ سے نصیب ہوتا ہے۔

ہر علم علوم کے شکل اور حقیقی نکات سات قسم کی آیات قرآن سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ وہ آیات وعدہ و عید۔ امر بالمعروف۔ نبی عن المُنْكَر قصص الانبياء، اور ناسخ و منسوخ ہیں۔ یہ رسالہ دیدار بخش قرآن مجید کی تفسیر (باتاشیر) ہے۔ جو کوئی قرآن کا منکر ہے وہ ملعون شیطان ہے۔ آیات ۷
دیدار سے دیدار کرتا کہ ہو حق لقین جس کو یہ باور نہ ہو اس کو جائز تعلیم
شریعت میں ہوشہ و طریقت میں ہب طبل نہ حقیقت میں ہوں حق نامعرفت میں عارف سخن
طالب اگر ہونیک طن بخشدُن کیمیا اکیر علم تصوف کا ہوں عالم جزو کل کا ہوں امیر
مرشد را ہبڑو ہے جو پہنچائے دارالاکن لامکان ولانشان میں ہو خدا سے اجنب
اسم اللہ کے تصور سے یہ جان وتن روشن ہوا

جس کو یہ قوت نہیں ہے وہ تلاف زن ہوا
اے طالب اللہ! جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتی ہے
اس کی فرماں برداری اختیار کر معرفت مولی دیدار کی طلب کر جو کہ نہ کسے حق
ہے برحق ہے۔ مُردار جس پلید دنیا کو چھوڑ دے۔ جو باطل۔ برباطل اور باطل سے
ہے۔ اول طالب کو چاہیئے کہ (دنیا) کو حق و باطل کے ترازوں میں تول کر اپنے عمل و
تصرف میں لائے اور امتحان کرے۔ مرشد کا مل بھی طالب صادق کو اول دulum
کیمیا عطا کرتا ہے۔

مُسْلِمٌ وَ مُسْلِمَةٌ ۝ ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم فرض ہے۔ وہ علم یعنی معرفت دیدار کا علم ہے۔ وارث العلم کے درجات بھی یہی ہیں۔ ایں دیدار کوئی بھی سیم وزر، سنگ پارس اور کونین کو لپنے قبضہ و تصرف میں لانے کی کیا حاضر و روت ہے؟ یہ تو محض جبیت نفس اور مرشد پر اعتبار کے لیے ہے۔ ناقص مرشد خلوت میں بٹھتا۔ ریاضت، چلہ کشی کروانا ہے۔ کامل مرشد تصویر حاضرات اسم اللہ فلات سے طالب ہفت انداز کو سرتاذم اس طرح پاک کر دیتا ہے کہ اُسے عام عم مجاہد ریاضت کی حاجت نہیں رہی اور اسے اس قدر مشاہدہ حضوری دیدار میں غرق کر دیتا ہے کہ وہ دونوں جہان سے باختہ اٹھا لیتا ہے۔ یہی کامل مرشد کی پہچان ہے جو ایک یہ توجہ سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ جو مرشد یہ صفت نہیں رکھتا وہ جتن ہے کہ خود کو مرشد کہلاتا ہے۔ مرشدی اور طالبی صرف وجہ و دستار ہی نہیں، اور کھان پینے کا ہی نام نہیں بلکہ داشتی مشاہدہ حضوری دیدار کا نام ہے۔ مرشد اپل تقلید کا مرید ورد و ظائف دعوت ظاہری عمل سے رجعت کھا کر جیران و پریشان ہو جاتا ہے اور ذکر و فکر جس اُسے خراب کر دیتے ہیں۔ مرشد کامل طالب اللہ کو نظر سے ناظر اور توجہ باطنی سے مشاہدہ مشرف دیدار میں حاضر کر دیتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ طالب اور دیدار میں سالہا سال کی راہ اور میل ہامیل کا فاصلہ نہیں ہے۔ طالب اللہ اور دیدار الہی میں پھرگی دلوار سکندری حاصل نہیں ہے۔ اس کے درمیان صرف دیونفس کا حجاب ہے۔ جو کوئی دیونفس کو تصویر کی تلوار سے قتل کر دیتا ہے وہ دونوں جہان پس پشت ڈال کر اس پرده کو اٹھا لیتا ہے اور معرفت متمام کو درست کر لیتا ہے۔ ایسے شخص کو پڑھنے لکھنے اپنے باختہ کی تینوں انگلیوں میں قلم پکڑنے کی حاجت نہیں رہتی۔

علم موت کا مطالعہ کرنا چاہیے علم موت کے مطالعے سے علم معرفت کھلتا ہے

ابنیا، اولیاء اللہ کا نفس مسلمان مطمئنہ ہوتا ہے۔ وہ علم صدقت۔ علم تحقیق۔ علم توفیق کے عالم ہوتے ہیں۔ وہ تصویر سے مشرف دیدار قلب بیدار مشاہدیں اور معرفت میں حق الیقین پر فائز ہوتے ہیں۔ قال علیہ السلام: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُسکے لئے رب کو پہچان لیا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ۔ جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں پالیا۔ نفس اور رب کی شناخت چار تصویرات سے ہوتی ہے۔

۱۔ اول تصویر موت۔

۲۔ دوم تصویر محبت با مشاہدہ۔

۳۔ سوم تصویر معرفت با معراج۔ مشرف دیدار پروردگار۔

۴۔ چہارم تصویر ملازم ملاقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو مرشد طالب اللہ کو روز اول ہی علم دیدا کا سبق نہیں دیتا اور ان چار تصویرات کی تعلیم تلقین نہیں کرتا وہ خام ہے۔ وہ ارشاد کرنے اور مرشد ہونے کے لائق نہیں۔ وہ ناتمام ہے۔

۱۔ حان عزیز! اس اپل فتح کا علم اور کتاب کے مطالعہ کا علم حق و باطل کے متعلق بتاتا ہے۔ جبکہ عالم باللہ۔ ولی اللہ۔ حضوری سے مشرف مرشد معرفت (الہی)۔ دیدار بالوفیق۔ قرب تحقیق سے دکھادیتا ہے۔ اہل علم کی مجلس "قال" فرماتی ہے اور اہل معرفت کی مجلس مشاہدہ حضوری دکھاتی ہے۔ اسی لیے ان کی باسم مجلس درست نہیں ہوتی۔

جاننا چاہیے کہ جب مولیٰ فرض ہے۔ ترک دُنیاست ہے۔ ترک نفس متعصب اور ترک شیطان واجب ہے۔ قال علیہ السلام: طَلَبُ الْعِلْمِ فِرِيْضَةٌ عَلَىٰ حَلْلٍ

جس نے دیکھا لقا، وہ پو اصحاب رضا دیکھنے والے کو حضرنی مُحصّلِ طلب اپنے اندھے کو قسم ہے کہ مشاہدہ معرفت دیدار کے سوا مرشد سے ذکر نکر مرقبہ وظائف جلہ، ریاضت، خلوت، مجاہدہ ہرگز طلب نہ کرے۔ اور مرشد کو بھی قسم ہے کہ طالب اللہ کو تلقین علم تصور دیدار معرفت پر وردگار سے سبقت دے جسی ہے اندھے اور طالب کا دل پر ہے کفی بادیہ اور طالب کی رُوح پر ہے فنا رفیقی ہے اندھے اور طالب کا سر پر ہے بقا بادیہ یہ اہل لقاء الـا اللہ کے مرتبہ ہیں مرشد جو اس صفت سے موصوف نہ ہوا اور طالب کو روز اول حضوری نہ کرے۔ طالب پر لازم ہے کہ ایسے زن صفت مرشد کو تین طلاقیں دے کر اس سے جدبا ہو جائے۔

شیخ دیدار : اپنی ذات پر وحدتیت معرفت لقا، پر وردگار کا اشتراک رکھنا (کلید دیدار) ہے جو علم تلقین اور علم اعتبار سے حاصل ہوتا ہے۔ جان لو! کہ بنہ مخلوق ہے۔ ہر مقام منزل مخلوق ہے۔ ازل وابد مخلوق ہے۔ دنیا مخلوق عقولی ہر ہشت قصور تعمت جنت مخلوق نفس قلب۔ دم۔ رُوح مخلوق پس مخلوق کو بے مثل۔ بے مثال غیب! ان غیب خوان غیب عیاں غیب بیان غیب لہوت و لامکان آللہ شیخ حنفی کے دیدار سے مشرف ہونے کی طریقہ سات طریق سے بے شک تحقیق ہے۔ جس سے بالوقین مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ اس طریق میں مجذہ حان سے برآمد ہو کر لا ہوت لامکان میں پہنچتے ہیں۔ بعض کو دیدار مثیل خواب بعض کو دیدار مثیل مراقبہ بعض کو دیدار مثیل موت بعض کو دیدار مثیل عیاں ہوتا ہے۔ نیز شرح دیدار حق برحق بالحقین اس طرح ہے کہ بعض کو دیدار بوقت تلاوت قرآن مجید بعض کو نہماں میں دیدار مثیل عیاں ہوتا ہے۔ اس پڑھیاں نہ ہو اور عیب ہت نکال۔ بعض کو جبل عرفات پر ہاجیوں کی صاف میں بوقت قبول حج دیدار ہو جاتا ہے۔ اس کو عیب خیال نہ کر اس کو عجیب نہ سمجھ۔ بعض کو تصور اسم جس نے دیکھا لقا، وہ ہو گیا اولیاء

علم معرفت کے مطابع سے علم مجبت علم مشاہدہ اور علم معرفت حضوری حاصل ہوتا ہے دیدار نظر آتا ہے۔ اس کو عین العمل کہتے ہیں اور احادیث العلوم دم بھی یہی ہے۔ اس علم کو عالم بادیہ پڑھتا ہے جو فاضل صاحب تحسیل نہ ہے۔ جو دوام مرشد دیدار نہیں بدرعت کا وشن اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوشیار ہوتا ہے۔ عاشقی معشوقي محبوبی و مرعوبی اسلوک کی یہ راہ تصور دیدار سے ہے لیکن یہ بتیقین ہے کہ جو طالب اول تصرف سیم وزر کیمیا سے سیرہ ہو جائے ہرگز عاشقی معشوقي کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ بیت ۵

راز توحید عطیہ ہے تقید سب خطاب ہے کی خام سے ملے گا بونمکارہ پارسا ہے پس (طالب)، علم دنیا علم کیمیا، اکیرا درستگ پارس کس عمل سے حاصل کرے اور کس عمل سے وہ (ان علوم میں) عامل کامل ہو جائے؟ جان لو! کہ دنیا تمامی علوم دنیا اور علم کیمیا، اکیرا علم دعوت تحریک قید میں ہے۔ جو کوئی بیو را ولیار اللہ پر علم دعوت پڑھتا ہے اور دعوت پڑھنے کی ترتیب سے آکا ہو تا ہے اس کے پاس جملہ رو جانی اہل قبور حاضر ہو جاتے ہیں اور دعوت کی قوت سے جو کچھ رُوئے زمین پر کیمیا ہے وہ بال توفیق حاضر کر دیتے ہیں۔ دعوت پڑھنے سے وہ مثل علام فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ ہر علم دنیا مثلًا کیمیا، اکیرا کیمیا، ہنزہ دھکا دیتے ہیں۔ اس طرح ہر قسم کی کیمیا عمل میں آجاتی ہے۔ یہ بھی اہل دیدار کی جمعیت نفس ہے چنانچہ (طالب کی) تمام دنیا کو تصرف میں لکدا اس کو دنیا کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اور اپنا رُخ دیدار مسوی کی طرف کر لیتے ہیں۔ بیت ۶

جس نے دیکھا لقا، وہ ہو گیا اولیاء جس نے دیکھا لقا، وہ ہو گیا اولیاء جس نے دیکھا لقا، اس کا باطن صفا جس نے دیکھا لقا، دام بقا، جس نے دیکھا لقا، قتل اس نے کی ہوا، دخواہشنا

قوله تعالیٰ: فَإِنَّمَا تُولَوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ . تمہر طرف بھی منہ پھر واہر
بھی اللہ کا پھر ہے۔ قطعہ
شریعت سے ہی پایا ہم نے دیدار حق تو بھی اپنے دل میں مطالعہ کر وحدت و درق
میں علم خدا سے عالم و فاضل ہوا علم لفقاء سے عارف و دصل ہوا
علم راہ ہے۔ شریعت توفیق الہی ہمراہ ہے۔ اہل بدعت اور جاہل ہمیشہ شکار
گناہ ہے۔ قطعہ

معرفت دیدار حق گرچہ ہیئے علم حق کا سبق پڑھنا چاہیئے
جاہلوں کو فرق جاصل ہونے کبھی ہوں باخدا جاہل تمرد و دہی بندہ حرص ہوا
فقیر جو کچھ بھی کہتا ہے حساب کی رو سے کہتا ہے نہ کہ حد کی بناء پر ۵

بیت

علم کا عالم فقیر ہے خود پر رکھتا ہے نظر جس نے خود کو دیکھا ہو گیا وہ بے بصر
خود فردشی کفر غام ہے اور دیدار فردشی کو اسلام سمجھ لیا گیا ہے۔ ۶

بیت

دل کو دل سے پایا ہے قلب کو قلب سے اور وحدت لقا، کو پایا ہے راز رب سے
خدا تعالیٰ کو مخلوق سے تشبیہ دینا۔ اواز خوش آواز سرود (میں ڈھونڈنا) خوبوت
دونڈوں کی محبت، خط و خال و زلف کا (ایسیرونا) خام خیال ہے۔ (اس ذات
بے مثل و بے مثال) کو عکس معکوس سمجھنا اور اس کا تفکر کرنا۔ وہم۔ وسوس۔ وہما۔
خطرات (نفسانی ہیں) یہ سب تکلمات زوال کا باعث اور توحید سے دور ہیں۔

پہلے (دین) کا پر علم اور پھر (تصوف) کا درسِ علم یکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد
فقر میں قدم رکھنے تاکہ مجیعت حاصل ہو۔ علم مونس جان ہے۔ بے علم زاہد فقیر شیخ
ہے بلکہ جہاں میں پریشان ہے جس کو علم معرفت باطنی حاصل ہو دہی (علم) اُس کا

اللہ ذات سے دیدار ہو جاتا ہے۔ عجب خیال مت کر عیب جوئی بھی نہ کر لعین
کو حرم کعبۃ اللہ کے طواف میں دیدار نصیب ہو جاتا ہے۔ بعض کو حاضرات کلمہ
طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ سے دیدار نصیب ہو جاتا
ہے۔ عیب مت سمجھ اور عیب جوئی بھی نہ کر کہ بعض کو حرم مدینہ اور حدو در وضمہ
مبارک مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں داخل ہونے سے دیدار
ہو جاتا ہے۔ عجب خیال مت کر اور عیب جو مرتب بن بعض کو اصحاب کبار نے کی
برکت سے دیدار کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ دیدار کے لوجہ کو برداشت کرتا ہے
مشکل ہے۔ ان مراتب کو حاقدت شمار گدھے کے نقش قدم پر چلنے والا (جاہل)
کیا جانے؟ بیت ۷

اگر رکھتا ہے تو اپنے دل میں دیکھ عارف عیاں اپنے قیاس ہو تو درا جھک کر تو دیکھ
قوله تعالیٰ: وَقَدْ أَنْفَسِكُمْ أَفَلَا تَبْصِرُوْنَ۔ وہ تمہارے نفسوں میں موجود
ہے تم اُسے دیکھتے کیوں نہیں۔ قوله تعالیٰ: وَمَنْ أَكَانَ فِي هَذِهِ الْأَعْمَالِ
فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَلُ۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے (دیدار الہی سے مشرف
نہیں ہوتا) وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا (اسے دیدار الہی نہ ہو گا)۔ چند قسم کے
لوگ مثلاً کافر مشرک اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مردود دیدار
سے محروم رہتے ہیں۔ قوله تعالیٰ: قُلْ إِنَّ كَنْتُمْ تُحْبُّونَ اللَّهَ فَإِنَّعَوْنَى
يُحِبُّكُمُ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ عَفُورٌ الرَّحِيمُ

(یا رسول اللہ) آپ فرمادیجئے لوگوں سے کہ اگر تم اللہ کی محبت کے دعیدار
ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ تمہارے گناہ معاف کرنے کا
اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ قطعہ
جز طرف بھی دیکھتا ہوں ہر طرف سے ذات ۸ رُوبڑہ کر خدا کے ہو گیا حاصل حضور

و سید نام ہے۔ ایسے شخص کو لکھنے پڑھنے کی کیا حاجت ہے۔
لے عزیز! صاحبِ داش عقلِ مند بالتمیز! جانا چاہئے کہ کلی شعور قرآن اللہ
معرفتِ اللہ، حضوری سے حاصل ہوتا ہے جو علم بے معرفت ہے اُس سے
(اللہ اور بندہ کے درمیان) فاصلے بڑھ جاتے ہیں۔ تو اس علم پر مخروز ہو
تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ شیطان علم میں عالم ہے میکن علم معرفت اور علم محبت
سے بے خبر ہے۔ علم محبت نے اصحابِ کہف کے کوئی کو انسانوں میں داخل
کر دیا اور وہ اصحابِ کہف میں شمار ہوا اور شیطان کو بے معرفت علم نے
حضوری سے دور کر دیا۔ تجھے ان دونوں میں سے کون سا علم پسند ہے؟

بیت

عالم ہوا فاضل ہوا بے معرفت ہو گیا عالم خریبیے صفت
قولہ تعالیٰ: **کَمَثِيلُ الْحِمَارِيْ حُومُلُ اسْقَارًا**. وہ صرف بوجھِ اٹھنے والے
گھوٹے کی مانند ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ فقرِ معرفت میں شخص قدم رکھے جو پہلے غناست سیم و زر
کیماں سُنگ پارس اپنے تصرف میں لے آئے تاکہ اس کی نظریں بادشاہ بھی
مفہس گدا ہو جائے۔ (پھر اس تصرف غناست کو بھی ترک کردے اور فقرِ اختیار
کرے) اسی کو فقرِ اختیاری کہتے ہیں۔ غناست کے بغیر فقرِ اختیار کرنا اضطراری
فقر ہے۔ الحدیث: **نَعُوذُ بِاللّهِ مِنْ فَقْرِ الْمُكْبِ**: میں من کے مل گئے
ولے فقر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اضطراری فقرِ اختیار کرنے والا شفروز
ٹکایت میں مبتلا شرمندہ رو سیاہ ہوتا ہے۔ الحدیث: **الْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ**
فی الدّارَيْنِ۔ ایسا فقر دونوں جہاں میں رو سیاہی کا باعث ہے۔ بیتہ
کاملوں کی وقت ہے یہ کیمیاء خود دیتے ہیں یا دلوتے ہیں از خدا

اول کیمیاء غناست ہے۔ بعدہ معرفت یا جمعیت ہدایت ہے۔ ہدایت کے یہ
مراتب صرف کامل قادری طریقہ میں ہی ہیں۔ کامل کے تین حروف ہیں۔ ک.ا.م.
ل۔ حرف "کا" سے کامل۔ جتنا چاہے اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی خزانوں
کو خرچ کرے ان میں کمی نہیں آتی۔ حرف "م" سے طالب کے جماعت طلب طلب
مژادات کو پورا کر دیتا ہے اور حرف "ل" سے طالب کو لایتحاج کر دیتا اور کیمیاء
کے مراتب عطا کر دیتا ہے۔ ایسے مرشد کو کامل کل کہتے ہیں۔ لیکن فقیر کی نظریں
یہ کامل کل مرشد بھی ناقص ہے۔ یہو کہ فقیر کو دیدار کے علاوہ طبقاتِ زیر و زبر پر بھی
نظرنے ڈالنا چاہئے۔ ابیات ۷

دعویٰ کرنے والے کو دیدار نہیں دیکھنا خلائق کو درکار نہیں
جن کو حاصل ہے لفاظ وہ بافادا یہ راہ فقر ہے باقی ہے حرص وہو
وہ صاحبِ گنج حاکم با حکم ہے جو مردہ کو زندہ کرتا۔ حکمِ قم ہے
بہر خدا اگر دن کٹاے طالباً! گرخدا کی خاطر ہے طالب ہوا
لے طالب اعلمِ لقا، علمِ معینِ لقا، اور علمِ ارشادِ لقا میں (مرشد کی) بارہاں
خدمت کرنے کا کوئی شمار نہیں۔ یہ باتِ قصۂ خانی مسائل بیان کرنے اور قیامِ قال
سے حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک ظاہر و باطن میں با توفیق مرشد جو قربِ اللہ سے
با تحقیق ہو، تصورِ تور سے توجہ نہ کرے، طالب ہرگز دیدارِ حضور سے مفترض نہیں
ہوتا۔ اگرچہ وہ تمام عمرِ حلہ و ریاضت کے پتھر سے سڑک کا تار ہے مرشد خام کی توجہ
بھی خام ہوتی ہے۔ مرشد کامل جو فقیر عامل تمام ہے وہ ایک ہی توجہ سے طالب
کو اُس کے مطلب تک پہنچا کر تمام مطالب را بآمام دے دیتا ہے مجھے اس احتق
قوم پر تجھب آتا ہے جو شیطانی۔ جناتی۔ نفسانی اور دنیاوی تا حماقت شخاری
سے اسے دیدار کا نام دیتے ہیں۔ (تجھی)، دیدار اور نزار کو کم مراتب سے شناخت

تصور و اے کو بندہ روح الانوار دوام مُشرف دیدار کہتے ہیں۔



دوسرا تصور قلبے، جو قربِ جمعیت نجشتا ہے۔ یہ تصورِ نور ہے کہ دوام مُشرف دیدار حضور ہے۔



کیا جاتا ہے؟ اس کی کسوٹی اسم اللہ ذات کا تصور ہے۔ اسمِ اللہ ذات کی حاضرات اور لاحول و لا قوّۃ الا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھنے سے حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے۔ قال علیہ السلام: خذ ما صقاع و دع ما کدر، جو پاک ہے وہ لے اور جو ناپاک ہے وہ چھوڑ دے۔

بیت

کرتا ہے جو بھی دیدارِ خدا کھلی اسکھوں سے لے سے حاصلِ لقا دیدارِ حق سے طالبِ ناظر ہوتا ہے روز و شبِ محلِ شعیٰ میں حاضر ہوتا ہے معرفت دیدارِ الادم لے جاتا ہے خنو روحِ رحمانی بلادیتی ہے اہلِ القبر آنکھ پہلے لائق دیدار کر! رازِ کن سے با بار بار دیدار کر اس کے لیے منزل نہیں شے مقام دیدار میں جو غرق ہو دام دوام طالبِ دیدارِ مولیٰ کو ہے، ہر دم بخوبی بس حجابِ مولیٰ ہے یہ گفتگو خود سے گزرنے والے کو حاصلِ لقا ہوتا ہے، پھر وہ لائقِ حضوریِ خدا ہوتا ہے جاننا چاہیے کہ ناقص مرشد بھی بہت ہیں اور کوئی شامِ حق طالب بھی بے شمار ہیں۔ ایسے طالب بڑے اور مرشد چھوٹے ہوتے ہیں جو معرفت، روشن خیریٰ تلقین سے بے خبر ہوتے ہیں تلقین کے بہت سے طریقے ہیں مگر جو تلقین تصورِ اسمِ اللہ ذات سے کی جاتی ہے وہی بال توفیق اور تحققیت ہے۔ یہ اہلِ تصدیق طالبوں کی راہ ہے جو صدیق ہے مطلب یہ کہ شیطانی نفسانی تصور سے (جنات، ہمزاد، قابو کر کے) عوام کو سخت اور مجمع کرنے اور دُنیا پر پیشان کے طلبہ گا رتو بہت ہیں اور استدراجمی اہل بدعت مرشد بھی بے شمار ہیں دایسے مرشد اور طالبِ اللہ کی پناہ!۔

خاص نور کے اہل تصور خاص الخاصل تصورِ سردماغ میں کرتے ہیں۔ اس

ذات، تصور ذات تک لے جاتا ہے صفائی تصور ذکر فکر و در وظائف میں ہر بلا خطرات و ایمانت نفسانی راہ پالیتے ہیں۔ قلب سلب ہو جاتا ہے اور (طالب) رجعت کھا کر پریشان ہو جاتا ہے جبکہ تصور ذات میں آخر دیدار ہو جاتا ہے خواہ جلدی ہو خواہ دیر سے ہو۔ خواہ طرف زد حمال میں دیدار ہو خواہ ہوت کے وقت ہو۔ وہ لازمی طور پر مشرف دیدار وصال ہو جاتا ہے۔

وہ کون سی راہ ہے جس میں شب و روز اچھا مغرب میٹھا غمہ کھانا کھائے اور اطلس کا زریں لباس پہنے۔ لوگوں سے بہت زیادہ ہمکلام ہو پھر بھی آنکھ بھکنے کے لیے دیدار سے فارغ نہ ہو۔ یہ روحی و قلبی تصور کا تصرف ہے جس میں قلب سلیم بھی تسلیم ہوتا ہے۔ یہ راہ صراطِ مستقیم کے عارفوں کی ہے جو نفس اہل دنیا اور شیطان مردُ و دپر غالب ہیں۔ اللہ بن ماسوی اللہ ہوں۔

آیات

طالب سر کو جھکا سر کو کٹا طالب صادق ہے تو سر کو کر فدا
گرتنا سر کی ہے بن را گیر جان فدا کرنا کہ ہو فی اللہ فیقر
جاننا چاہئے کہ مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت
محنت طلب ہیں۔ اس میں ریاضت، مجاہدہ، رات کو عبادت کے لیے ہٹڑے
ہونا، دن کو روزہ رکھنا اور نفس کو قهر کی تلوار سے قتل کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے
ہر ایک مرتبہ حاصل کرنے کے لیے سالہ سال کی محنت چاہئے۔ اگر نصیب میں
ہو تو دیدار وصال سے بھی مشرف ہو جائے گا مگر تصورِ اسمِ اللہ کی راہ
ہاتھوں ہاتھ دست بدست مست طرف زد کی راہ ہے۔ کامل مرشد فقیر
عارف (یا اللہ)، طالبِ اللہ کو بے رنج و ریاضت ایک دن رات میں
تمامیت فخر کو پہنچا دیتا ہے۔ فنا، فی اللہ ذات کر دیتا ہے اور طالب

عِنْدَ اللَّهِ بِرْ دُوْجَاهَنَ سَعْيٌ كَرْ دِيَارِ لِقَاءِ بِقَا بَالَّهِ حَمْلٌ كَرْ لِيَتَا بَهِ
بِي فَقْرٍ كَيْ أَنْتَهَا بَهِ. إِذْ تَمَّ الْفَقْرَ فَهُوَ اللَّهُ. (جب فقر اختتام کو پہنچ
جاتا ہے اور طالب دیدار، لقاء سے مشرف ہو کر بقا بالله حمل کر لیتا
ہے تو وہ مقامِ معَ اللَّهِ سے حصہ حاصل کر لیتا ہے۔ فَهُوَ الْمَرَادُ هُوَ
اللَّهُ) اس قسم کے خاتمِ ختم تمامیت کو پہنچے ہوئے لا یحتاج بے غم قادری
مرشد جہاں میں بہت کم ہیں۔ ۶ بیت

تو ازیل سے اب تک اگر طاعت کئے اس سے بہتے ہے کہ طرف زد دیدار کے
عاشقوں کی قوت ہے، بس حقِ لقاء، دم بدم انوار کی بارش ہے ریختِ خدا
کھانا، ہمارا نوہ ہے بس خس نوہ۔ خواب ہماری خلوت ہے، بردم حضور
جس کو بھی حاصل ہو دیدار فی اللہ فنا، ایک دم غافل نہیں ہوتا وہ ازیادِ خدا
جان لو اک فقر کا سلک سلوک دو قسم کا ہے۔ ایک مجاہدہ، ریاضت، خلوت
چلکر کشی، نوافل، جسم و صلوٰۃ کی پابندی جس سے بارہ سال کی مدت میں وجود
کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ یہ شریعت کا مقام ہے جو زبانی تسبیح خوانی اور زین
اسماں کی سیر سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک شخص کو غوث قطب نفسانی کہتے ہیں جو
شخص بارہ سال میں پاکیزگی قلب حمل کر لیتا ہے لیکن توحید رباني قرب دیدار
سے بے خبر ہوتا ہے۔ ایک شخص کو غوث قطب دہقانی کہتے ہیں۔ یہ مقام طریقت
ہے تیرے غوث قطب طیرانی کا مقام ہے جو عرش سے اور پرستہ زار مقامِ ستر
ہزار سالہ راہ طے کرتے ہیں۔ یہ غوث قطب ہوا پر سیر کرنے والے ہیں جو طرف زد
آمد و رفت رکھتے ہیں لیکن انہوں نے ابھی توحید میں قدم نہیں رکھا۔ یہ بھی ہو کے
مراتب ہیں جو ہوا پر مبنی ہیں، لیکن دیدارِ خدا سے دور ہیں۔ کوئی شخص بارہ سال برقبہ
میں غرق رہتا ہے گویا کروہ مُردہ ہے۔ یہ مقامِ حقیقت ہے کہ حق و باطل سے تو

آگاہ ہے لیکن اپنے طالبوں کو مشرف دیدار نہیں کر سکتا۔ اسے غوث قطب عجائی کہتے ہیں کہ وہ ابھی آنائیتِ کشف و کرامات میں بچنا ہوا ہوتا ہے لیکن دیدارِ اللہ کے دور تر ہوتا ہے۔ باقی بارہ سال نفس کو قتل کرنے، ماضی حال مُستقبل کے حالات، احوال حاصل کرنے میں گزر جاتے ہیں۔ یہ مراتب بھی معرفت سے دور ہیں۔ ایسے شخص کو قربِ اللہ و صاحبِ الہی حاصل نہیں۔ یہ سب خام خیالی ہے۔ یہ تمام ریاضت و مجاہدہ جوان چاروں مقامات کے حصول میں آڑتا ہیں سالِ محنت کی۔ پھر بھی وہ ابھی مراتب درجات میں ہی مشغول ہے۔ فقیر ان کمینہ اور مکر مراتب پر ہرگز نظر نہیں کرتا۔

عارف باللہ صاحب نظر معرفت فقیر کی بھی دو اقسام ہیں :-

۱. معرفت صفات تماشہ میں درجات۔
۲. دوم معرفتِ الہی کا تماشہ ہیں۔ مشاہدہ کرنے والا معرفت ملاقات سے مشرف۔ دوام ملازمِ مولیٰ۔ یہ معرفتِ ذات کا حصول فنا، فی اللہ باحت تعالیٰ ہونا ہے۔

مرشدِ کامل وہ ہے جو تمام مقامات درجاتِ الٹھارہ ہزار عالم کل مخلوقات دکھادے۔ تاکہ طالب کے دل میں کوئی افسوس باقی نہ رہے۔ بعد ازاں سلطانِ افقر کا وسیلہ اختیار کرے تاکہ حضوری حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد فقر طلب کرے۔ الحدیث : **تَفَكَّرُوا فِي إِعْمَاعِهِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي ذَاتِهِ** اُس کی نعمتوں میں نکر کرو، اُس کی ذات میں نکر نہ کرو۔ جس جگہ اسمِ اللہ ذات آجاتا ہے وہ بالضرور حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔ (نُور) ذات جس غائب آجاتا ہے اُسے فکر رہتا ہے نہم۔ اسے ہم اُمّت دیغز و پوست کہتے ہیں۔ پُرعَظَمْ نعمت دیدار ہے۔ دولتِ مُعظم بھی دیدار ہے۔ لذتِ مکرم بھی دیدار ہے۔

فقر سے دیدار طلب کر پس فقر کے مراتب کیا ہیں؟ فقر کیا ہے؟ فقر کس کو کہتے ہیں؟ فقریہ ہے کہ وہ ایک ہی نگاہ سے یا حاضراتِ اسمِ اللہ ذات سے طالبِ مُرید کے ساتوں اعضا، اس طرح پاک کر دیتا ہے کہ تمام عمر اسے چلے باریاضت کی حاجت نہیں رہتی۔ دیگر فقر اس کو کہتے ہیں جو قربِ نصوصِ اسمِ اللہ ذات میں قہر و جلالیت سے تمام عالم کو فنا کر سکتا ہے یا یہ کہ وہ قربِ اللہ میں تصورِ جالیت سے تمام مردہ عالم کو زندہ کر کے بقا، عطا کر دیتا ہے فیض۔ فضلِ عطا، اللہ کے یہ مراتب فقر کو بیقاد سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ اسے ہی غوثِ قطبِ رباني بیقاد باللہ جادو ای کہتے ہیں۔ جسے حضرت شاہ عبدالقدار جملانی قدس سرہ العزیز ہیں۔ (فقراء کے پاس، موذیوں کو قتل کرنے والی تصور کی تلوار ہوتی ہے۔ وہ تصرفِ غرق فی اللہ نورِ ذات ہوتے ہیں جو فقیر کو فنا، فی اللہ ذات کہتے ہیں۔ وہ بھی بھی درجات پر نظر نہیں کرتا۔

وہ حرف جو خدا تک لے جاتا ہے جس سے ہر دو جہاں غلاموں کی مانند قید و قبضہ میں اگر فریاں بردار ہو جاتے ہیں جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرف حاصل ہے۔ وہ (حرف) شوق و شفقت ہے۔

اللہ میں ماسوی اللہ ہوں :-

وہ کون سا اسم ہے کہ جو کوئی اس اسمِ عظمِ تم کو پڑھتا ہے اُسے ظاہر و باطن میں علمِ علوم کی حاجت یا باقی نہیں رہتی۔ یہ اسِ عظمِ اسمِ اللہ ذات کی توفیق

نام سے حاصل ہوتا ہے۔ ۵ بیت

اسمِ عظمِ تم مُتصبل باہو ہی ہے۔ درد باہو روز و شب پا جھوہی سے جب تک وجودِ عظم نہ ہو اور عارفِ مکرم کی اجازت نہ ہو، نہ تو یہ وجود میں کوئی تاثیر کرتا ہے اور نہ یہ فائدہ دیتا ہے۔ فال علیہ السلام: اِسْمَ اللَّهِ اَكْبَرَ۔

شَعْرٌ طَاهِرٌ لَا يَسْتَقِرُ إِلَّا مَكَانٌ طَاهِرٌ۔ اسْمَ الْهَنَاءِ پاک تھے
اور پاک مکان کے بغیر نہ رہ سکتا۔

جب قیامت قائم ہوگی حساب گاہ میں لوگ تین صفوں میں ہوں گے۔ ایک
صف طالب اللہ لوگوں کی ہوگی جو جداجہ اجیسی جیسی زندگی انہوں نے گذاری
ہوگی اپنی اپنی صفت میں کھڑے ہوں گے (عالم علماء کی صفت میں فقیر فقراء کی صفت
میں زائد زادہوں کی صفت میں۔ ولی۔ اولیاء کی صفت میں۔ شہید شہداء کی صفت
میں۔ علی ہذا القیاس)۔

دوسری صفت دنیا کے طالبوں کی ہوگی جوش و روز جو حرص و طمع میں مبتلا،
رسہے ہوں گے جو دنیا کے بندے اور اس کی قید و حکم میں مبتلہ غلام کے ہوں گے۔
تمیسری صفت کافروں مشرک لوگوں کی ہوگی۔ وہ لوگ گناہ کے طلباً کے شیطان
کے پیر و کار، اس کے قید و قبضہ اور غلامی میں ہوں گے۔

خدا تعالیٰ اپنے دوستوں کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے (کمال اُطفے)، اپنا
دماء حضوری خبیثیں گے۔ دنیاداروں اور کافروں سے بیزار ہو کر حجاب میں ہوں
گے اور دنیا کو حکم ہو گارے دنیا اپنے طالبوں کو اپنی اصل صورت دکھای جب
دنیادار دنیا کو دیکھیں گے کہ وہ کتنی کرپیہ و المنظر اور مذرا و فی ہے، تو وہ فریاد کرنے
لگیں گے کہ خدا یا اس دنیا کی رفاقت سے بہتر ہے کہ تو ہمیں دوزخ میں ڈال دے۔
حکم ہو گارے کم لوگ دنیا میں تو اس سے بیزار نہ بننے بلکہ دوست رکھنے تھے تمہنے
(دنیا را خدا میں خرچ کرنے کی بجائے) لپٹے دل میں بخل کا پوادا گار کھا جھا شیطان
کو بھی حکم ہو گار جاؤ (اپنے ساختیوں) کافروں سے ملاقات کرولیکن کافر شیطان سے
بیزار ہو کر (بارگاہ الامیں عرض کریں گے) کہ انہیں شیطان کا ہم جلیس ہونے کی
بجائے نار و دوزخ قبول ہے۔ فریان باری تعالیٰ ہو گار کہ دنیا میں تم مجھ سے جو دل اپنے

آج اپنے دوست سے بھی بیزار ہو۔ جیسے تم دنیا میں بیزار تھے آج میں بھی تھے
بیزار ہوں۔ قوله تعالیٰ: ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الظَّالِمِينَ أَمْوَالَهُنَّ
الْكَافِرُوْنَ لَا مَوْلَى لَهُمْ۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں
کا مولیٰ ہے جبکہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔ پھر حکم ہو گا کہ شیطان کافروں کے
ساتھ دوزخ میں داخل ہو۔ نیز دنیا بھی اپنے ساختیوں کے ساتھ نا سقر من داخل
ہو۔ وہاں اُن پر عذاب نازل ہو گا اور کافر ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے۔
کیونکہ اُن کے متعلق داعیہ فی الْتَّارِ فِيهَا خَالِدِيْنَ نازل ہوا ہے فقرکے
گروہ میں سے خاصہ خلاصہ فقیر جو دنیا میں غرق انوار دیدار پر دگار ہو کر جان
دیں گے۔ (ہمیشہ) مشرف دیدار ہوں گے۔ تو اپنے آپ کو کس گروہ سے خیال کرنا
ہے۔ (فقیر بادنیادار؟)

روز قیامت جب روحیں اپنی قبروں سے اُٹھیں گی تو کوئی بھی دنیادار قلب
رُخ نہ ہو گا بلکہ پشت بقبيلہ ہوں گے۔ (فقراء کی شان دکھلنے کے لیے) قیامت
کے روز فرشتوں کو حکم ہو گا اے فرشتو! دوزخ کے اوپر جو پل صراط ہے اُس کے
اوپر نہیے آر استہ کر و اور تمام فقراء کو ان خیموں میں اکٹھے کرو۔ فقراء اپنی پرانی عادت
کے مطابق تصور اسم اللہ ذات میں غرق فلسفیم نے کہ حاضر ہوں گے غلبتاً
اسم اللہ ذات کے سبب اُن کے وجود سے شعلہ آتش کی تجلی مانند بر قی خاہی
ہو گی۔ ساتوں دوزخ اور اُن کی آگ! اسم اللہ ذات کی توجہ اور آتش سے،
خاک سے خاکستہ اور بودھ سے نابود ہو جائیں گے۔ دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے
گی۔ اہل دوزخ آرام پا کر سو جائیں گے۔ پھر حکم ہو گا اے فرشتو! ان فقراء سے
کہہ دو کہ ان دوزخی لوگوں میں سے اگر کسی شخص نے دنیا میں اُن کو کھانے کا رقم
دیا ہو۔ کپڑا اپنیا ہو یا یانی پلا یا ہو۔ اُن کا ہاتھ پکڑیں اور بہشت میں داخل کر دیں۔

(جزء الْإِحْسَانِ إِلَّا إِحْسَانٌ) فقراء ایسا ہی کریں گے۔ فقیر کی وقت فقر کی توفیق و فقر اک اخلاص خدمت اور خیرات۔ فقیر کا فیض فضل اُسی روز لوگوں کو معلوم ہو گا۔ قوله تعالیٰ: أَذْلَّتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعْنَتْ عَلَى الْكُفَّارِ مون دنیا کو ذلت خیال کرتے ہیں جبکہ کافر دنیا کو عزت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ قال علیہ السلام: الَّذِيَا سَجَنَ الْمُؤْمِنِينَ مُنْيَا مُنْيِنَ کے لیے قید خانہ ہے اور جنۃ الکفیرین۔ اور کافروں کے لیے جنت ہے!

جان لوک طالب قادری مرید کو فتح قادری طریقہ سے ہی ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے گا تو اسے رُد کر دیا جائے گا۔ اگر وہ کسی دوسرے مسلسلہ کے مرشد سے کچھ طلب کرے گا تو اس کا قلب مسلسلہ ہو کر وہ مراتب تک پہنچنے میں دخل ہو جائے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے تمام سلاسل کے تمام طریقوں سے حکم خلافت حاصل ہے تو اسے شخص پر اعتبار دکایا جائے کیونکہ وہ اس شخص کی مانند ہے جو کئی بات کھتنا ہے جو زنا کی پیداوار ہے۔ (لیکن کسی بھی مسلسلہ کا مرید قادری مردوی طریقہ سے باطنی فیض لازمی طور پر حاصل کر سکتا ہے)۔ قادری لایتھاج فرشیر ہوتا ہے۔ خدا خواستہ ہی کوئی ایسا قادری ہو گا جو کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے۔ قادری مرید جو قادری طریقہ کا طالب ہے، وہ ہر طریقہ پر غالب ہے۔

بیت

باہو جو ہو اطالب مرید قادری حاضر مجلس نبی قادری بر دین فی
 قادری کو حاصل قادر کا کرم جب قادری ہو پیشا پچھ کیا فی
 ہوں مرید شاہ مردان مرد دین خالکا، اُس کے غلاموں کا ہوا ہوں بالحقین
 اس رہایت سے جو بزرگ کے سرخاک ہو ہر مرید قادری کی نگاہ پاک ہو
 اُس کے غلاموں کا غلام بلکہ ہوں خانگیاں شاہ مردان پیشا اپنے شیر پا گذا

دیسے تو قادری کہلوانے والے بہت ہیں لیکن جنہیں با + ہو (مع جو کہا جائے وہ قادری کم ہیں۔ قادری وہ ہے جو عارف تمام ہو معرفت توحید الہی کا ذریانوں ہو۔ قادری ہرگز مشراب فروش دکان دار نہیں ہوتا۔ قادری کام مرتب قرب جمعیت کا ہے۔ قادری نفس کو قتل کرنے والے کو کہتے ہیں۔ قادری بغیر کی فعلی کے غنی ہے۔ قادری وہ ہے جو حق پسند۔ بدعت سرود جُسن پرستی۔ آنائیت ہو کی مسٹی سے پاک ہو۔ لائق ارشاد فقیر وہ ہے جو اسماں کی خاطر حاضر شخصوں کو ارشاد و تلقین کرتا ہے اور جمیعت بخشتا ہے۔

اول بادشاہ۔ خلُّ اللہِ۔

دوم علماء و عامل۔ ولی اللہِ۔

سیوم شیخ بے باطن۔

چہارم۔ وہ جاہل کو علم کی قید میں لے آتا ہے۔

نیز کامل فقیر کی نشانی یہ ہے کہ وہ تین اشخاص کو تلقین کرے اور جمیعت بخشدے۔

اول۔ عالم

دوم۔ مختار

سیوم۔ وہ شخص جسے کسی فقیر سے فیض حاصل نہ ہوتا ہو۔

جو کوئی ان تینوں کو تابع۔ طالب اور مرید کرے، راہ حق میں فقیر مرشد مرد ہی ہے۔

بیت

لمح قلم عرش و گرسی زیر ہے اس کے زمگان مانگا ہے اللہ سے تو اللہ کو مانگ
منجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو ہیں تو شیطان کے طالب اور لپٹنے آپ کو
تمامِ الرَّحْمَن کہتے ہیں۔ وہ ابھی شیطانی خطرات و ساؤس کی قید میں ہیں اور
اپنے آپ کو اولیسی سمجھتے ہیں۔

بہم ائل سے تا ابد ہیں باوصال حاجت نہیں ہے کیوں کروں اب قیل قیل
قدرت خدا کو دیکھنے والی ہو انکھ درنگا سے تجھیں بھی رکھتی ہے تاکہ
دیکھنے والا ہے جانلے ہے بے شال معرفت توحید کیا ہے؟ حق وصال
خود سے فانی ہو کہ حامل ہو جیز کرتا ہے دیوار ہرثے سے عزیز
نفس دم دل روح اس سے بے خبر
جمشہ نوری سے دیکھوں بالنظر

نتمت بالخَيْر

شرح در شرح دیدار بخش خورد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰهُ كَفَى بِنَاءً سَعِيداً بِإِبْرَاهِيمَ وَجَرْجِينَ وَدَرِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ

الْكَرِيمِ وَالْمُلِيْمِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

أَمَّا بَعْدُ

سلطان العالین نے دیدار بخش کالاں اور دیدار بخش خورد دور سالے دیدار الہی کے موضوع پر تصنیف فرمائے ہیں۔ باہو سلطان عالم دیدار ہیں اور طالبوں کو دیدار الہی کا درس دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: طالب اللہ کو قسم ہے کہ مرشد سے ذکر فکر مرافقہ ورد و ظایف چل ریا صحت خلوت مجاهدہ ہرگز طلب

باہو وہ کون سی چیز ہے جس سے تمام پر فالب آتے ہیں۔ وہ کون سی چیز ہے جس میں تصور اسم اللہ ذات سے مطالب (مشکلات) کو حل کرنے والی کلید حاصل ہوتی ہے۔ وہ توجہ ہے۔ ایسی توجہ جو تصور تاثیر اسم اللہ ذات سے ہے۔ وہ توجہ تلوار کی مانند تقتل کرنے والی ہے۔ جو مرشد اس صفت سے مصروف نہ ہو وہ نافض خام ہے۔ اس سے تلقین لینا مطلق حرام ہے۔ جس طرح پارے کا گٹھتہ کسی کامل کے بغیر کھانے اور کمیا کے لا ایق نہیں ہوتا، اسی طرح مرشد کامل (کی توجہ) کے بغیر کسی عالم کو معرفت توحید اللہ حاصل نہیں ہوئی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جل شریعت رُدُّ ثَهَّابَ فَهُوَ حَذِيرَةٌ۔ امراد کی صحبت اللہ سے دُور کرنے والی ہے پس جو کچھ بھی ہو محسن اللہ کی خاطر ہو۔

آیات

ذکر کو اب جھوڑ کر ہر زندہ قلب ستاک تجوہ کو حاصل ہو تو حیدر ب قادری کے ہیں مرتب از حضور قادری ہے خاص خاص خاص نور روشن انل سے ہے مرید قادری شاک یعنی فیض رحمت، فضل حق اس طریقہ کا منکر روسیا ہے زندگی۔ دشمن اللہ ہے راضی۔ زندگی۔ جس طرح زرگر، زر کو پہنچانا ہے باہو قادری کو نظر سے پہنچانا ہے بے شیرگر مسکہ نہیں توبہ پر یہو گا کیسے ہے علم باطن مثل مسکہ علم طاہر مثل شیر کھبیرے ہل ہیں اس پر ہری جان فدا خلق اپنے ساتھ جانے باطن میں ہم با رسول عارفوں کی رہا یہ ہے جان ہیں اہل الصل عاقبت محمود اس کی جس کو حاصل ہے طالب نفس ہو ایک دم بہتر ہو گر بہشت پدمع اللہ وصال عمر حصد ساہ اگر ہو بے حضوری

مُرْشِدِ نَگاہ : اِسِ اَللّٰهِ کے تصور سے مُرشد کو ایسی کیمیا نگاہ نصیب ہو جاتی ہے جس سے وہ طالب کے خاک و جسد کو کیمیا اور کیمیا اور تابنے کے وجود کا ذب کو زیر سرخ اور وجود کے منتشر پائے کو بستہ کر کے سیم و زر بنا دیتا ہے۔

اِن نگاہ جسے عاشق تک لکھ ہزاراں تارے ہوں
(سلطان العارفین)

نگاہ مردِ موسن سے بدلت جاتی ہیں تقدیریں
(اقبال)

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت کتنی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی؟
(اقبال)

مُرشد با خُدا : بوجرت کی شب رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہُ وَسَلَّمَ حضرت صَدَقَتِ اکبرؑ کے ہمراہ غارِ ثور میں جا کر تشریف فرمائی ہوئے۔ صبح جب رو سائے مکہ نے اپے کو اپنے گھر میں موجودہ پایا تو اپے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہُ وَسَلَّمَ کو تلاش کرنے والے کے لیے ایک ہزار سرخ اونٹ انعام دینے کا اعلان کر دیا۔ مکہ کا ہر کافر است صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہُ وَسَلَّمَ کی تلاش میں بھاگ کھڑا ہوا۔ حتیٰ کہ کافروں کی ایک لوئی غارِ ثور کی چڑھائی جو حصی ہوئی غار کے منہ تک پہنچ گئی اور ان کے پاؤں صَدَقَتِ اکبرؑ کو نظر آئے تک حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہُ وَسَلَّمَ نے حضرت صَدَقَتِ اکبرؑ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لَاتَ حُزْنَ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔ حُزْنٌ مُتٌّ کریں یہم با خدا ہیں۔ اسی مقام نک پہنچ جاتے ہیں۔

کبوتری نے غار کے منہ پر آندے دے دیئے۔ جب کافر غار کے دہانہ پر پہنچے تو کبوتری پھر سے اڑ گئی۔ ذرا آگے بڑھے تو غار کے منہ پر مکڑی کا جال اتنا ہوا کیا۔ عرب کے وہ لوگ جو ریت پر بھی کسی کا کھوچ ڈھونڈ لینے کے ماہر تھے جب انہوں نے کبوتری کو اڑتے اور مکڑی کا جال دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عقلی مخصوصوں کو باطل کر دیا۔ انہوں نے سوچا کہ اگر غار میں کوئی شخص موجود ہوتا تو کبوتری پہنچ کرے صرف مشاہدہ معرفت۔ دیدار طلب کرے مُرشد کو بھی قسم ہے کہ طالب اَللّٰهِ کو علم تصور دیدا اور معرفت پر درگاہ کا سبق نہیں دے۔ اگر مُرشد اس صفت سے موصوف نہ ہو تو طالب پر لازم ہے کہ ایسے زَن صفت مُرشد کو فوراً یعنی طلاقیں دے کر اُس سے علیحدہ ہو جائے۔

قلندری طریقہ میں مُرشد نفس کشی سکھاتا ہے۔

سُہروردی طریقہ میں مُرشد حلکہ کشی کا سبق پڑھاتا ہے۔

چشتی طریقہ میں مُرشد مُجاہدہ سکھاتا ہے۔

نقشبندی مُرشد مشاہدہ تک پہنچاتا ہے۔

قادری / قادری سروری طریقہ فرقی ہے۔ مُرشد کامل مکمل اکمل حامی نو الحمد ہوتا ہے جو بیان سے عیاں تک اور جان سے گزر کر لا مکان سبک اور حسنوری میں پہنچا کر غرق فنا فی اللہ سے لقاء بخش دیتا ہے۔

جز حضوری ہر طریقہ را ہزن

مُرشد کی باطنی قوت کے لحاظ سے بھی چند قسمیں ہیں۔

مُرشد دُعا : جو طالبوں کے لیے ہر فرمان دُعا ہی کر سکتا ہے اور انہیں دُعا ہی سکھاتا ہے۔ ایسے طالب الدُّعاء مُخَالِقُ الْعِبَادَةِ۔ دُعاء بعت کا مغز ہے کے مقام نک پہنچ جاتے ہیں۔

مُرشد رضا : ایسا مُرشد اپنے طالبوں کو رضا کی تعلیم دیتا ہے۔ جب طالب اپنی رضا کو اللہ کی رضا کے نام کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے طالبوں سے ان کی رضا پوچھنے لگتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے نزدیک رضا خودی کی بلندی کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بند سے خود پوچھے بتاتیری رضا کیا ہے۔

انڈوں پر بیٹھی ہوتی نہ ہوتی اور اگر کوئی غار کے اندر داخل ہوا ہوتا تو مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ چکا ہوتا۔ چنانچہ وہ واپس ٹوٹ گئے۔ مرشد باغدا کر دیتا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچ جائے اُس کا حُزن ختم ہو جاتا ہے۔

الَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا يَخْوَفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ حُزن!

ہُوًا جب باغدا پنہ تو پھر طلب رضا کیوں ہو!

خُداجب کھر میں آجائے تورف مدعا کیوں ہو! (فقر الطائفین) مرشد دستگیر، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ جس کسی شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقتوں میں ہاتھ دیتے اور آپ کی نگاہ نے اُس کو پاک کر دیا اور آپ نے اپنی زبان مبارکے اُس کو ترک و توکل کی تلقین فرمائی۔ مکمل طیب الٰا ادله الٰا ادله محمد رسول اللہ پڑھایا۔ اور اسم ادله کا تصور سکھایا۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اگر دنیا بجان کے عابد زاہد غوث قطب اکٹھے تو بھی وہ اُس ایک صحابی کے درجے کے برابر نہیں ہو سکتے جس نے زندگی میں حرف ایک بار ہی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو۔

سید عبدالقدیر جيلانيؒ کو بھی پیر دستگیر کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ اپنے مریدوں کی دستگیری فرمाकر ہاتھ سے پکڑ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس میں داخل کر دیتے ہیں۔ بہت سلطان الفقراء بھی طالبان حق کو دردار ادا خاہی نہیں سمجھاتے بلکہ نگاہ سے ہی انہیں قزادہ الفقرو فھو ادله کے مرتبے کو پہنچا دیتے ہیں۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اس دنیا میں دیدارِ الہی کسی بھی شخص کو نصیب نہیں

ہو سکتا۔ وہ کہتے ہیں جب موسیٰ علیہ السلام جیسے جبلُ العذر پغمبر کو دنیا میں دیدارِ الہی نصیب نہیں ہوا تو ہماری کیا پساط ہے کہ دیدارِ الہی کے طلبت گاربوں موسیٰ علیہ السلام کا لیمَ اللہ تھے۔ ایک مقررہ وقت پر کوہ طور پر تشریف ہے جاتے۔ باوضو ہو کر دو نفل پڑتے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتے۔ استغراق کا ایک پرو چھا جاتا اور آپ بارگاہ کبریاء میں ہمکلام ہو جاتے۔ آج بھی فقراء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہو کر الہام سے مشرف ہوتے ہیں۔ قوله تعالیٰ، وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَجِئَ أَوْ مِنْ قَدَّارٍ جَمَابٌ أَوْ يُرِسِّلَ رَسُولًا فَيُؤْخِذَ بِمَا ذَنِبَ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حِكْمَةٍ (الثوران: ۷۴) اور کسی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کلام کرے۔ دسوچھے اُس کے کہ وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچے سے ماکسی رسول (فرشتے) کو وحی دے کر بھیجے اپنے حکم سے جو وہ چاہے؛ وحی اور فرشتوں کے نازل ہونے کا سلسلہ تو خاتم النبیین علیہ السلام کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ البته پس پرده آج بھی اللہ تعالیٰ اولیاء عظام سے سمجھا ہام ہوتے ہیں۔ اس سمجھا ہام کو الہام کہتے ہیں۔ بعض فقراء کو الہام کے نعم البديل کے طور پر دلیل خیال اور وہم نصیب ہو جاتے ہیں۔ آن کا خیال مقام وصال سے۔ آن کی دلیل قرب رب جبل سے اور آن کا وہم مقام وحدانیت سے ہوتا ہے۔ سلطان العارفینؒ نے فرمایا۔ فقری میں پغمبر دل جیسی چند خوبیاں ہونا ضروری ہیں:-

حضرت آدم علیہ السلام جیسا استغفار۔

حضرت نوح علیہ السلام جیسا اگریہ (رعناء)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی توجید۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسی اطاعت و قربانی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا اللہ سے ہمکلام ہونا۔

حضرت خضر علیہ السلام جیسی دامی حیات۔

حضرت جرجیس علیہ السلام جیسی محبت و شوق۔

حضرت ایوب علیہ السلام جیسا صبر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی سیف زبان اور قُمِیاً ذِنَنَ اللہ کی طلاق۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اخلاق۔ رحمت۔ استقامت۔

اور دیدار۔ مصلح۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک اولُو العزٰم پیغمبر اور کلِیمِ اللہ تھے۔ ایک

روز دیدارِ الہی کا شوق ہوتا تو عرض کی۔ ربِ آرین۔ پارتِ مجھے اپنا آپ دکھا

جواب ملا۔ لَنْ تَرَنِی۔ اے موسیٰ! آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے کیونکہ آپ میں اس

کی استعداد نہیں ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کا اصرار بڑھنے لگا تو حکم ہوا۔ کہ

اے موسیٰ علیہ السلام! ہم اسم رب کے نور کی ایک تجلی کوہ طور پر کرتے ہیں۔

آپ پھاڑ کی طرف دیکھتے رہیں۔ اگر وہ سلامت رہا تو خیر موسیٰ علیہ السلام کوہ طو

کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ قوله تعالیٰ: وَلَمَّا جَاءَهُ مُوسَى لِيُمْقَاتَنَا وَكَلَمَةً

رَبُّهُ قَالَ رَبِّيَ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَنِی وَلَكِنْ انْظُرْ إِلَى

الْجَبَلِ فَإِنْ أَسْتَقْرَمْ مَكَانَةَ قَسْوَفَ تَرَسِينِي فَلَمَّا جَلَّ رَبُّهُ

لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكَّاً وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سِبْهَنَكَ

ثَبَّتْ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ يَمْوُسَى إِنِّي أَصْطَفْتُكَ

عَلَى النَّاسِ بِرِسْلَتِي وَبِكَلَامِي فَحَذَّمَا أَتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ

الشَّرِكَرِينَ۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے میرے ربِ مجھے اپنا دیدار

دکھلادیج ہے کہ میں ایک نظر آپ کو دیکھ لوں۔ ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو نہیں دیکھ سکتے

(کہ تمہارے اندر دیدار کی استعداد نہیں)۔ لیکن تم اس پھاڑ کی طرف دیکھتے ہو۔ اگر یہ اپنی جگہ پر بہتر رہا تو (خیر، تم بھی دیکھ سکو گے۔ پس ان کے رہنے پھاڑ پر تجلی فرمائی تو وہ پھاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب افاقت ہوا تو عرض کیا۔ آپ کی ذات پاک ہے۔ (سبدِ حنف)۔ میں آپ کی جانب میں معدود رت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں ہی اس پر ایمان (نقین) لانا ہوں۔ ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ علیہ السلام دیکھا یہ کافی نہیں کہ ہر ستم آپ کو اپنی رسالت اور اپنی ہمکلامی سے دوسرے لوگوں پر تھیں امتیاز بخشنا ہے۔ ہم نے جو کچھ آپ کو عطا کیا ہے اس کو لے لیں اور شکر گزاریں۔

اس واقع میں آللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے موسیٰ! دیدار تو امرِ محال ہے پھر آپ کس لیے ایسا سوال کر رہے ہیں۔ بلکہ فرمایا۔ اے موسیٰ علیہ السلام آپ نہیں دیکھ سکتے۔ آپ کلیمِ اللہ ہیں۔ اسی پر اتفاق کریں۔ ورنہ تجھلی تو بہرحال ہوئی اور یہ الگ نات ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اسے برداشت نہ کر سکے۔

موسیٰ بے ہوش ہو گئے اک تجلی صفات میں
تبسم کن اسے حضور عین ذات کے رو برو
کسی شاعر نے بھی کہا خوب کہا ہے

لازم نہیں کہ سب کو ملے ایک ساجواب
اؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی!

منکریں دیدار کی دوسری دلیل یہ ہے۔ قوله تعالیٰ: لَأَتَذَرِكُهُ الْأَبْصَانُ
تمہاری (ظاہری) آنکھیں اُس کا دراک نہیں سکتیں۔

آنکھیں تو دھور ڈنگروں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ ہماری ظاہری آنکھیں تو ہم اکو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ تانہنے کے تاریخی دوڑتی ہوئی بجلی کی روکو دیکھنے پر قادر نہیں پھر وہ اس طیفِ خیر ذات کو کیسے دیکھ سکتی ہیں۔ قوله تعالیٰ: هُوَ الْطََّّافِيْفُ الْخَبِيْرُ۔ ہاں ذاتِ ندیم کے نور کو قدم آنکھوں سے ہی دیکھا جاسکتا ہے۔ اور وہ آنکھ دل کی آنکھ ہے جس کے متعلق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: رأيْتُ فِي قَلْبِي رَبِّي۔ میں نے اپنے قلب میں اپنے رب کو دیکھا۔ عرفانِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے الٰہ تھالی نے چار کتابیں نازل فرمائی ہیں

۱۔ اول۔ کتابِ کائنات۔

۲۔ دوم۔ کتابِ قرآن مجید۔

۳۔ سوم۔ کتابِ وجودِ انسانی۔

۴۔ آخری کتاب انسانِ کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رحمتِ لل تعالیٰ میں کی ذاتِ بابرکات۔

کتابِ کائنات : جو کوئی کتابِ کائنات میں تفکر کرتا ہے، قدرتِ الٰہی اُس کے لیے عرفانِ الٰہی کے دروازے کھول دیتی ہے۔ یہ پھاڑ، صحراء، سمندر، چمندے، پرندے، درخت، پھول، بچوں اور پوچھے۔ یہ رات، دن، یہ نظمات اور نور، یہ موسم، گرمی اور سردی، ہمارا اور خزان۔ یہ چاند، سورج، کہکشان اور ستارے کس نے بنائے ہیں؟ ان کا خالق کون ہے؟ ان کا مالک کون ہے؟ ذرا بہتر عین وہیں۔ ایک بیج زمین میں بویا جاتا ہے۔ پانی۔ ہوا اُس کی ابیا بڑی کرتی ہے۔ مختلف اقسام کے پوچھے پیدا ہوتے ہیں۔ کہیں بیل پر انگوروں کے گھنے لٹک جاتے ہیں کسی درخت پر انار اور کسی پرسیت پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہیں لوکاٹ، خوبی، آلو بخارا بہار

بہار دکھانے لگتے ہیں۔ آمی کوے لیں۔ ہر دانالگ الگ شکل و صورت اور دانالگ رکھتا ہے۔ بچوں کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھیں۔ بغلاب مونیا، چنپے، نرگس وغیرہ بچوں علیحدہ علیحدہ ننگ دُرُپ، نرزاکت اور حسن رکھتا ہے۔ ایک بچوں کی خوشبو دوسرے نہیں بلتنی۔ یہ سب کچھ مٹی سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اپنی بہار دکھا کر مٹی میں ہی بل جاتا ہے۔ اس کا خالق، اس کا مالک۔ اس کا پیدا کرنے والا۔ اس کا منتظم کوئی ہے اور وہ الٰہ ہے۔ آئیے، ہم اپنے گرد پیش پنکر کریں تاکہ معرفتِ الٰہی کے دروازے سے تم پر کھل جائیں۔

زمین پر فکر: سورۃ الحجر کی آیات ۷۱ تا ۷۲ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَهَا وَلَنَتَمْلَأَ مَعَازِيْنَ۔

ہم نے زمین کو پھیلا دیا کہ گول ہونے کے باوجود میدان کی طرح نظر آتی ہے اور پھر اُس میں مختلف راستے بناتے ہیے کہ تمہیں چلنے پھرنے میں آسانی ہو، اور کہ دیا اس پر پہاڑوں کا بوجھ (تاکہ وہ اپنی محرومی گردش کے دوران کی سمت بھجک نہ جائے) اور اس (مُرْدَه خاک کی ماں) نہیں سے ہر قسم کی چیز ایک معین مقدار سے اگاتی ہے (نہ بہت زیادہ نہ بہت کم)، اور ہر ہستم تھاۓ واسطے اس میں معدیش کے سامان (بھی) بنائیے ہیں۔ (زمین سے مختلف قسم کی دھاتیں سوتا۔ چاندی، تانا، بوہا نکلتا ہے۔ اسی زمین سے مختلف قسم کی معدنیات کوٹلہ، نماک، چونڈ، چاک، نکال کر اپنی معاش کا سامان کرتے ہو۔ بچل، بچوں، بسیزار، آنچ، گندم، لکھی، بیچک کر اپنا دنیا وی کار و بار چلاتے ہو) اور اُن کو بھی روزی دی جن کو قم و زمی نہیں دیتے۔ (حضراتِ ارض، خود میں سے نظر آنے والے جراشیم، زمین، ہوا، سمندر کی مخلوقیں کو روزی کوئن دیتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ زمین پر کوئی بھی ایسا جاندار نہیں جس کا رزق الٰہ ہے کے ذمہ نہ ہو۔ وہ

وَأَوْحِيَ رَبُّكَ إِلَى النَّجْلِ لَآتَيْتَ لِقَوْمَهُ تِقْرُونَ
 آپ کے رب نے شہید کی مکھی گو دھی کی۔ (اور یہ دھی ہر جاندار کو اس کے زندگے
 گزارنے کے ڈھنے کے متعلق کی جاتی ہے۔ جیسا کہ بطبع کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں
 تیر نے لگتا ہے جبکہ مرغی کا بچہ ایسا نہیں کر سکتا خواہ ان دونوں انڈوں کو ایک
 ہی مرغی نے سیا ہو کر وہ پھاڑوں، درختوں اور عمارتوں میں اپنا گھر بناتے۔
 اب ذرا غور کریں کہ شہید کی مکھی کس طرح اپنا چھٹتہ بناتی ہے جس میں سے ہر
 خانہ مسدس مساوی الاصنالاع شکل رکھتا ہے جس کا ہر پہلو بالکل مساوی ہوتا ہے
 اور وہ یہ سب کچھ سطرا اور رکار کی مدد کے بغیر بنائیتی ہے۔ پھر جس مادہ یعنی موم
 سے وہ اپنا گھر بناتی ہے سانچس دان آج تک اس کی ماہیت جاننے سے فاصلہ
 ہیں۔ شہید کی مکھی کا چھٹتہ ایک مملکت ہے جس میں ایک رانی حکمران ہے اور چھٹتہ
 کی حفاظت کے لیے ساہیوں کی ایک فوج ہدہ وقت مستعد رہتی ہے۔ کام کرنے
 والی مزدور مکھیاں صبح سے شام تک شہید کی تلاش میں ادھر ادھر نکل جاتی ہیں اور رات
 کو اپنے گھروں پاس آ جاتی ہیں۔ آج کل شہید حاصل کرنے کے لیے مصنوعی چھٹتے بنانے
 کا انتظام کیا جاتا ہے۔ سوسو پچاس پچاس چھٹوں سے مکھیاں انکھی اڑتی ہیں اور
 شام کو اپنے اپنے چھٹوں میں واپس آ جاتی ہیں۔ ایک مکھی دوسرے چھٹتے میں نہیں
 جاتی۔ اگر وہ ایسا کرے تو دوسرے چھٹتے کے حفاظتی سپاہی اس کا سر قلم کر دیتے ہیں۔
 شہید کو شفاء لیتا اس کہا گیا ہے۔ شہید کی مکھیاں ہر قسم کی جڑی بوٹیوں
 زنگانگ پھولوں۔ ہزارہا اقسام کے درختوں سے رس چوتی ہیں جو اس کے پیٹ
 میں جا کر مختلف رنگوں میں شہید کی صورت میں پاہنچلتا ہے۔ دنیا کی کوئی لیباڑی
 کوئی شنس دان کوئی حکیم ایسا مرکب تیار نہیں کر سکتا جس میں جستہ جسی بوٹیوں
 کا بچوڑ موجود ہو۔ جو لوگوں کی بھیاریوں کے لیے شفا ہو۔ یہ میرے اللہ نے ہی بنایا

پھر ہیں کیڑے کو بھی رزق دیتا ہے) اور ہمارے پاس سب چیزوں کے خزانے
 ہیں۔ (جو بھی ختم نہیں ہوتے) اور تم انہیں ایک معین مقدار سے انتہائی ہیں۔
 ہم پانی سے بھر لپر ہو ایں بھی چلاتے ہیں۔ پھر ہم ہی آسمان سے پانی بر ساتے ہیں۔
 پھر وہ پانی (ندی ناولوں، دمیاٹوں، چشمیوں کی صورت میں) تھیں پہنچنے کو دیتے
 ہیں۔ تم (کبھی بھی) اتنا پانی جمع کر کے ذرکر سکتے ہتھے۔ (پھر بھی تم اللہ پر ایمان
 نہیں لاتے!)
حیوانات میں تفکر: آئیے اب ہم حیوانات میں تفکر کریں اور اپنے
 رب کے شکر لگزار بندے نہیں۔ سورۃ النحل کی ایات ۴۴-۴۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے
 قَدْ أَنْزَلَنَا مِنَ السَّمَاءِ قَاءَ لَدُنَّا خَالِصًا سَابِعًا
 للشَّرِبِينَ۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا اور پھر اس سے مردہ
 زمین کو زندہ کیا۔ اس میں ایسے لوگوں کے لیے بڑی دلیل ہے جو شستہ ہیں (اے لوگوں
 مٹھاے لیے (اگلے) جیسیوں اور دُودُکُدُودُ دینے والے) جانوروں میں بھی عبرت
 موجود ہے۔ (ذرا غور کرو) کہ ان کے پیٹ میں جو گوبرا ورخون ہے (جکडے دیوں
 حرام ہیں) اس کے دمیاں میں سے صاف اور خالص دُودُھ ہم نہیں پہنچنے کو دیتے
 ہیں۔ (قدرت کاملہ سے دُودُھ دینے والے جانور جو چارہ کھاتے ہیں اس میں سے
 گوبرا خون اور دُودُھ بنانے والے اجزا ادا کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے فضیل اللہ
 ہو جاتا ہے۔ پھر خون روگوں میں زندگی بن کر دوڑنے لگتا ہے اور دُودُھ پستانوں
 تک پہنچ جاتا ہے اور دُودُھ وہ غذا ہے جو ہر قسم کے لمبیاتی اور نباتاتی ٹھانہزے
 بھر لپر ہوتی ہے۔ پھر اسی دُودُھ سے دہی۔ پیزیر مکھن مکھی۔ کھویہ اور طرح طرح کی
 مٹھائیاں بناتی جاتی ہیں۔ کیا اب بھی ہم اللہ کی نعمتوں کا شکرا دانہیں کرتے۔
شہید کی مکھی میں تفکر: سورۃ النحل کی ایات ۴۴، ۴۵ میں ارشاد فرمایا۔

ہے کیا بھی تم اُس کے حضور سجدہ نہیں کرتے۔
ہمیں بھی شہید کی مکہ سے نظر و ضبط، ذاتِ اعلیٰ کے احکام کی پابندی۔ اپنے
مقصدِ حیات اور وظیفہ حیات کی پوری لگن، تندبی سے سرخجام دہی کا سبق سیکھنا
چاہئے (DEVOTION TO THE CAUSE) اور معاشرہ میں اونچی شیخ طبقات
نظام اور فرقہ بندی سے بلند تر ہو کر شہید کی مانند مدیحہ اور محبت بھرا معاشرہ
نشکیل دینا ہے۔

ہواؤں میں تفکر: سورۃ الرَّقْم، آیات ۴۵-۴۶ میں اللہ ربُّ العزت
کا ارشاد ہے: **اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّبِيعَ مِنْ قَبْلِهِ**
لَمُمْلِسِينَ۔ اللہ ایسا ہے جو ہوا میں بھیجا ہے۔ بھروسہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں
بھروسہ بڑھ کر دیتا ہے (انہیں) آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے
لکھڑے بڑھ کر دیتا ہے۔ بھر تم میتہ کو دیکھتے ہو کہ اُس کے اندر سے نکلتا ہے بھروسہ
داؤ، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے پہنچا دیتا ہے (جس پر) وہ خوشیں کرنے
لگتے ہیں اور وہ لوگ خوش ہونے سے پہلے کہ ان پر میتہ بردا، نامیدہ بوجوچکے تھے
سور جمیت الہی کے آثار دیکھو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اُس کے مردہ ہونے کے بعد
کس طرح زندہ کرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور
وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور اگر ہم ان پر (ان رحمت کی ہواؤں کے علاوہ)
اور ہوا میں چلا جائیں۔ بھری یہ لوگ کھیتی کو زرد (پکا ہوا) دیکھیں تو اس کے بعد ناشکری
کرنے لگتے ہیں۔ سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بھروسہ کو آواز نہیں سُنا
سکتے جبکہ (۵۵) پیچھے بھر کر چل دیں۔

سورۃ طہ (۲۰)، آیات ۴۵ تا ۴۶ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:-
الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَصْنَمَ مَهْدًا وَمِنْهَا نَخْرُجُ كُمْ تَارَةً

آخری۔ وہ (رب) ہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنادیا اور اس میں
تمہارے چلنے بھرنے کے راستے بنادیے۔ پھر آسمان سے پانی برسایا۔ پھر (اللہ)
ہر ستم (اس پانی) کے ذریعے مختلف قسم کے نباتات پیدا کیے اور تم کو اجازت
دی (کہ اس میں سے خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشی بھی چاؤ)۔ ان سب چیزوں میں اپنے
عقل کے لیے (اس کے عرفان) کی نشانیاں موجود ہیں۔ ہر ستم ان کو اسی زمین سے
پیدا کیا اور اسی میں ہم (موت کے بعد) تم کو لے جائیں گے اور آخر اسی زمین سے
تم کو نکالیں گے۔ (بھر بھی تم ایمان نہیں لاتے)۔
آسمانوں میں نظر: اب اپنی نگاہوں کو آسمانوں کی طرف اٹھا کر دیکھیں۔
کیا تمھیں کہیں کچھ کمی نظر آتی ہے۔ وَاللَّهُ بِاللَّهِ هُنَّا نَهِيْنَ۔
انَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لِقَوْمٍ لَيَعْقُلُوْنَ۔ (البقرة: ۱۸)
بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں فوٹے ہیں عالمیں لوگوں کے لیے
خَلْقُ السَّمَاوَاتِ يُغَيِّرُ عَمَدَ تَرَوْفَهَا فِي ضَلَلٍ
مُّبِينٍ۔ (سورة القمر: ۲۰)۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلاستون بنایا۔ تم ان کو
دیکھ رہے ہو (کہ ان کو کشش کی نادیدہ زنجروں سے باندھ رکھا ہے) اور زمین میں
پھاڑ ڈال رکھے ہیں تاکہ وہ تم کو لے کر ڈانوں ڈول نہ ہونے لگے اور اس میں ہر
قسم کے جانور پھیلار کھے ہیں۔ اور ہبھی آسمان سے پانی برسایا۔ بھر اس میں پر ٹریج
کے عمدہ اقسام آگائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔ اب تم مجھ کو
دکھاؤ کہ اس کے سوا (جن کی تم پوچھا کرستے ہو) انہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کیں
بلکہ یہ لوگ صریح مگاہی میں ہیں؟

غور کرو اور دیکھو۔ عطارد۔ زہرہ۔ زمین۔ مرتع۔ مشتری۔ زحل۔ یوینس پیچوں
پلوٹو اور سورج کس طرح ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مدار پر محو حرکت ہے۔ زمان

کے فاسلاوں میں کوئی کمی بیشی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف اپنے راستے تبدیل کرتے ہیں۔ بوسن بندوں کی طرح سرحدوں کے لئے اپنے کام اور اپنی اپنی ڈیوبٹی میں مگن ہیں۔

کششِ ثقل : آئیے، ایک نہاس کے طاریں کم کی حیثیت سے دکھیک کی اللہ تعالیٰ نے زمین میں کس طرح کششِ ثقل پیدا کر دی ہے جس سے زمین کا یہ سارا نظام قائم ہے۔ نیوٹن نے جب معلوم کر لیا کہ نصیب دخت سے ٹوٹ کر زمین کی طرف کیوں آتا ہے؟ تو اُسے معلوم ہوا کہ کششِ ثقل ہے جو چیزوں کو زمین کی طرف کھینچتی ہے۔ جس پروادہ ہونے لگی کہ نہاس کے کیسا کلیہ رافت کیا۔ لیکن جس قادر مطلق اللہ نے کشش پیدا کی ہم اُس پر اب بھی ایمان نہیں لاتے۔ اگر کششِ ثقل نہ ہوتی تو ہم زمین پر چل نہ سکتے۔ مکان ادھر ادھر بکھر جاتے۔ بھل پھول انسان کی طرف اڑتے لگتے۔ باڑش کے قطرات زمین کی بجائے انسان کی طرف فضاؤں میں نکل جاتے۔ یہی کششِ ثقل ہے جس نے زمین کے گرد ۲۰۰ میل تک ہوا کو بالند رکھا ہے۔ وہ اگر یہ کڑہ ہوئی فضاؤں میں تخلیل اور منتشر ہو جاتا تو ایک بھی جان دار زمین پر زندہ اور قائم نہ رہتا۔

۲. دوسری کتاب قرآن مجید: *أَفَلَا مِنْذِرٌ بِرَوْنَ الْقُرْآنِ.*
پھر ادا کیوں قرآن میں تدریب نہیں کرتے۔ پس جو کوئی قرآن حکیم میں تدریب کرتا ہے اُسے معرفتِ الہی نصیب ہو جاتی ہے۔ بعض روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بھی نوع انسان کی راہنمائی کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار سپتہ بُرداری میں بیووٹ فرمائے سلطان العارفین کے نزدیک یہ تعداد ایک لاکھ اسی ہزار ہے۔ قرآن مجید میں صرف چھپس انہیاً کرام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بھی اور رسول پر کتاب نازل فرمائی۔ کتاب سے مراد

وحی الہی ہے، مروجہ کتاب نہیں۔ تورات۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن مجید کو بھی کتاب کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیاً علیہم السلام پر صحائف یا الہامی کتب میں نازل فرمائیں لفظ بُنی، کامادہ نباء ہے۔ یعنی وہ جسے اللہ تعالیٰ غیب کی خبری دیتے ہوں۔ بُنی لپنے سے پہلے آنے والے رسول کے دین و شریعت کی پیروی اور خود ان کی اپنی ذات پر ہونے والی وحی کی اتباع بھی کرتے تھے اور تبلیغ بھی کرتے تھے۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کی تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ نے چار سو بھی بھیجے جسک حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف انہیاً پر صحائف نازل فرمائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔ ان کتابوں اور صحائف کو بھی کر دیا گیا ہے عہد عتیق۔ بالیل (OLD TESTAMENT) پاکتاوں کیتھے میں۔ اصل کتابیں اس وقت کہیں موجود نہیں۔ مصنفوں نے اپنی حزوریات اور خواہشات کے مطابق ان میں تحریف و تبدل کر دیا ہے۔ مثلاً تورات میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فلاں مقام پر انتقال فرمایا اور فلاں مقام پر وطن کیے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ اصل تورات کا مضبوط ہو سکتا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کا کلام ہے۔ اصل تورات سریانی زبان میں ہتھی اور اس کی جاییں آؤاں تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے انجیل نازل فرمائی۔ اصل کتاب دستیاب نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں نے انجیل قلم در قلم نقل کی۔ اس طرح چار صد سے زائد انجیل کے نسخے لوگوں میں مردج ہو گئے۔ ان اختلافات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہیاں جائیں پڑتاں کے بعد انجیل کے چار شخصوں کو صحیح اور معتبر قرار دیا جو کتابوں کے نام سے مرفق کی انجیل۔ لوقا کی انجیل۔ پطرس کی انجیل۔ یوحنا کی انجیل کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کتابوں میں بھی بہت سا اختلاف موجود ہے۔ ایک اور انجیل جو برہات اس

کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم السعین کی شان بیان کی گئی ہے اس نے متعصب عیانیٰ مورخین کا خیال ہے کہ یہ کتاب کمی مسلمان نے تحریر کر دی ہے۔ اس تجھے ترک دیا ہے قرآن مجید، اللہ کی آخری کتاب ہے، جس میں ۱۱۲ سورتیں اور ۴۱ پارے ہیں۔ سوائے سورۃ توبہ کے ہر سورۃ کا آغاز بسمِ اللہ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سے ہوا ہے۔ قرآن مجید میں آیات کی جو ترتیب ہمایے سامنے موجود ہے، یہ دو ترتیب ہے جس ترتیب سے قرآن مجید لوح محفوظ بیس لکھا ہوا ہے۔ ترتیب نزولی اس سے بالکل الگ ہے۔ پہلی سورۃ جو نازل ہوئی، اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ہے۔ اور آخری سورۃ آلِیوْمَرَا كَمَلَتْ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتَمَّتْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتْ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید ہر موقع محل اور ضروریات کے مطابق نازل ہوتا رہا ہے جس پر حجا بر کرم رضوان اللہ علیہم عمل کر کے اپنی زندگی کو قرآن مجید کے بتائے ہوئے (PATTERN) اور سانچے میں ڈھالتے رہے ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ان سورتوں کی موجودہ ترتیب دی جاتی رہی ہے۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے جس کی خاطرات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا اللَّذِكْرَ قَدِ اَنْتَ لَهُ لَحِفْظُكُونَ۔ ہنسٹے ہی اسے نازل کیا ہے اور یہی اس کی حففات کرنے والی میں؛ پندرہ صدیوں سے قرآن مجید جوں کا توں موجود ہے اور اس کے کسی حرف بلکہ زیر زبر میں فرق نہیں آیا جس کے معرفت خلاف مفترضیں بھی ہیں آج تو قرآن مجید لاکھوں حفاظات کے سینتوں میں محفوظ ہے جس کی ہر سال ماہ رمضان میں تکرار کی جاتی ہے۔ قرآن مجید نے عوام الناس کو یہ حیثیت بھی کر رکھا ہے کہ وہ ان گئی میں فِ رَبِّ مَمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأَتُوا بِسُورَةٍ وَمِنْ مِثْلِهِ

اگر تمہیں اس کتاب پر شک ہے جو ہے اپنے بندے پر نازل فرمائی، کہ یہ مخالفت اللہ نہیں تو اس جیسی ایک سورت ہی بنالاد۔ اس کے لیے آنکہ کوچھوں کو جس کوچا ہوا پنی مدد کے لیے ملا لو۔ لیکن تم پر گز ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید کے اس دعویٰ کے جواب میں آج تک زبانیں گنج، قلم خاموش، لب بستہ اور دواتوں کی سیاہی نہیں کیے ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی جمارت کی وہ یا تو خاٹ پارے خسر اور ناکام ہو کر اپنی نظروں میں ذلیل ہو گئے یا میلہ کذا ب کی طرح ان کا کلام قیامت کے لیے ان کی تفصیل کا سامان بن گیا۔ قرآن مجید فصاحت و بلاعت کا دریا نشہر میں نظم اور نظم میں نشر کا حسین امتزاج۔ اگر خوش آواز فاری تلاوت کرے تو سمندر پانچالم بھول جائے۔ معانی کا دربے بہا، جیسے گزرے میں دریا بند ہو۔ قوله تعالیٰ، وَمَنْ نَعْمَرْهُ نَتَّكِسْهُ فِي الْخَلْقِ۔ اَفَلَا يَعْقُلُونَ۔ ہم جس کی عمر زیادہ کر دیتے ہیں، اس کی تخلیقی وقوتوں میں اختلاط پیدا کر دیتے ہیں۔ سو کیا وہ لوگ عقل نہیں رکھتے جب عمر زیادہ ہو جاتی ہے تو اعضاء بیس ترقی کی بجائے تنزل ہونے لگتا ہے۔ قویٰ مدرکہ سامنہ باصرہ وغیرہ اور فاعلہ، باضمہ نامیہ وغیرہ اور سُن وجال اور نگفے سو فن وغیرہ میں تغیر آ جاتا ہے اور وہ ناقص ہونے لگتے ہیں۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ عمر جتنی بڑھتی جائے اتنا ہی سختگی میں اضافہ ہوتا چلا جائے لیکن قدرت کاملہ سے ہوتا اس کے بعدکس ہے۔ قرآن مجید انسانی زندگی کے تمام معاملات کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

قرآن کا رنگ خطابی بھی ہے بُر بُری بھی۔ جدلی بھی ہے آئینی بھی بُر بُری بھی اور داعظانہ بھی۔ ایک دوسرے ضروریاتِ زندگی کی طرح مخلوط۔ اس کے مہماں کو الگ الگ کرنا بہت مشکل ہے۔ البته ان کا مختصر ساجائز پیش کیا جاتا ہے۔ ایضاً قرآن مجید سب سپتیران عظام کی تبلیغ کا بُنیادی کلمہ ایک ہی ہے۔ لَا إِلَهَ

إِلَّا إِنَّ اللَّهَ. اللَّهُ كَعَوْنَى مَعْبُودَيْهِمْ. اُسْ كَا كَوْنَى مُشَرِّكِيْنْ هُنَّ. اس کا کوئی
ہمسر نہیں، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بجھہ صرف اُسی کی ذات کو ردا
ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے۔ **أَللَّهُ** کی توحید۔ ذات۔ صفات اور
اسما۔ الحکمی۔ رسول اللہ کی رسالت۔ ملائکہ۔ پیغمبرت بعد الموت۔ قیامت۔ حشر
نشر اور جنت و دوزخ پر ایمان لانا۔

۲. **دینی فرائض** : عبادات پر عمل کرنے۔ فرائض کلم طیب۔ نماز۔ روزہ
حج۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے احکامات کی آیات۔ اس میں طہارت کے جملہ احکامات
بھی شامل ہیں۔

۳. **اخلاقی احکام** : صدق۔ عدل۔ احسان۔ جُود۔ عدم ایذا۔ اسے امر کہتے
ہیں جھوٹ نہ بولنا۔ بُرے کاموں اور ناشائستہ بالوں سے پرہیز کرنے کو ہمی کہتے
ہیں۔

۴. **دنیوی و آخری وعدہ** دعید کی آیات کہ اگر مسلمان اسلام کی رسی کو
مخبوطی سے بحالم لیں گے تو وہ دُنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے۔ اور
اگر وہ اللہ و رسول کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ دیں گے تو دُنیا و آخرت
میں خرابی اُن کا مقدار بن جائے گی۔

۵. **قرآن پیش کر کے** کفار سے مقابلہ و مناظرہ کرنے والی آیات۔

۶. **قصص الأنبياء** اور دیگر قصص و حکایات بیان کر کے خذر پاک حمل اللہ
علیہ وسلم اور مسلمانوں کو فتح کی تسلی دی گئی، جیسا کہ فرمایا ہے۔ ”وَسَيَّرْ بِكُمْ
مُقَابِلَ مِنْ قَرْعَوْنَ كُو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو فرُود کی اگل
سے بحالیا اور فرُود کو مبتلا کئے عذاب کر کے واصل جہنم کر دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام
کے مخالفین کو طوفانِ نوح میں غرق کر دیا اور آپ کے پیر و کاروں کو ایک شتنی کے ذریعے بچالیا

اسی طرح دیگر ان بیان کر کام علیہم السلام کے واقعات بڑے بصیرت افروز اور صحت
آمیز انداز میں قرآن نے بیان کئے ہیں۔ یعنی قصتے کہاںیاں نہیں ہیں جیسا کہ کافر
اے آساطیں الاؤلین کہتے تھے بلکہ سنهایت ایمان افراد تاریخی حقائق ہیں۔
۷۔ ععظ و ارشاد: دانش اُفریٰ حکمت اور اقوام عالم کے عروج و زوال کے
ضوابط کی آیات۔

۸. **آئین و تشریع:** اس کے مزید چار حصے ہیں:-
(۱) سیاسی و نظری احکامات۔ جیسے حاکم کی اطاعت۔ عہد و پیمان کی پابندی۔
وجداری ضابطے۔ تعزیرات حدود و قصاص۔
(۲) تمدنی و قوانین۔ سود۔ میراث۔ وصیت۔ قرض وغیرہ اور ان کی دستاویزات۔
(۳) اسلام کے لیے جنگ کو جہاد کہتے ہیں۔ جہاد کے لیے بنیادی الات
جنگ کی فراہمی۔ فوجی اسٹریک رازداری۔ اقواموں پر یقین کرنے اور بلا قصدیں
پھیلانے سے پرہیز۔ صلح اور صلح کی پابندی۔
(۴) نکاح اور طلاق کے قوانین۔ الزام تراشی اور بُہتان سے بچنے کا حکم۔
قیدیوں کا معاملہ۔ جاسوسوں سے اختیاط۔ دشمنوں سے موالات کی ممانعت۔
(۵) کافروں مخالفوں اور مسلمانوں کی خصوصیات اور پہچان پر مبنی آیات۔
(۶) اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں آیات۔
۹. حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیات جن کا ذکر آخری کتاب
(انسان کا مامل) میں ہوگا۔

آپ فرمادیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ
ایسا قرآن بنالاویں قوہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ (سورة، ۱۱: ۸۷)
اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کی ہدایت کے واسطے ہر قسم کے ضروری عنصر

مضایین نازل فرمائے ہیں۔ (سورة ۱۸: آیہ ۵۳)
اور یہ قرآن مجید افتخار کیا ہوا ہمیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو۔ بلکہ
یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے قبل نازل ہو چکی ہیں اور احکام
ضروریہ المہیہ کی تفصیل بیان کرنے والا ہے اور اس میں کوئی بات شک و شبہ
والی نہیں اور وہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ (سورة ۱۰: آیہ ۳۶)
قم نیس کی اور قسم قرآن حکمت والی کی۔ (سورة ۲۴: آیہ ۲)

قم اور قسم قرآن کی جو صیحت سے پڑھے۔ (سورة ۲۸: آیہ ۱)
کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگتے ہیں (سورة ۲۳: آیہ ۲)
ہر سے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی
نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ (سورة ۵۷: آیہ ۱۶)
اگر یہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ دیکھتے کہ وہ خشیۃ اللہ
سے ریزہ ریزہ ہو جلتے۔ (سورة ۳۹: آیہ ۲۰)
قرن اول کی جماعت مونین کے شرف و عظمت کا راز تم سک بالقرآن
میں تھا جب مسلمانوں نے قرآن حضور دیالوہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو گئے۔ قیامت
کے روز بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں مکہ متعال یہی شکوہ ہو گا کہ انہوں
نے قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

وہ عزیز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر
۳۔ تیسری کتاب ادم و بنی آدم: **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي**
انسان کو احسن التقویم سے پیدا فرمایا۔ **خَلَقَ اللَّهُ أَدْمَ عَلَى صُورَتِهِ**۔ ادم کو اپنی
صورت پر پیدا فرمایا۔ غور کریں اسم اللہ کی صورت انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔

اٹھ۔ پاؤ۔ چھرو۔ بازو جس طرف سے بھی دیکھیں اسم اللہ ہی نظر آتا ہے۔ گویا کہ
جسم انسانی نقش اسم اللہ کا مظہر ہے۔



جب اسم باسمی ہو جاتا ہے تو وہ ذاتِ کبر یاد کا مظہر ہیں جاتا ہے۔ سبحان اللہ
اس ذات نے اجسام خاکی سے اپنے جلال و جمال کے ہزاروں مظہر پیدا فرمائے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ اے میرے بیٹے! انہیں جسم بطاہ صریغ
ہے لیکن باطن جہاں کثیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں نوع انسان کو اگل پانی می۔ ہو اک خلاصہ سے پیدا
فرمایا۔ حواسِ خر دیکھئے۔ سنئے۔ سو نگھنے۔ چھوٹے۔ چھپنے کی قوت بخشی جس کے
لیے آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہاتھ اور زبان عطا فرمائی۔
حوالہ خمسہ باطنی جم شترک۔ قوتِ متحیلہ۔ قوتِ وابہ۔ قوتِ توجہ اور قوتِ
شعور و لا شعور کا خزانہ بختنا۔

کیلوس سے بلغم۔ چون۔ صفر اور سودا وی مادہ پیدا کیا۔

علم۔ عقل۔ ایمان اور عشق عطا کیا۔

آدم کے باطن کو نفس۔ قلب۔ روح۔ ہستہ اور نور سے مزین کیا۔

زبان اور قوت بیان عطا کی۔

لکھنے کے لیے دوات اور قلم کو ذریعہ بنایا۔

سائنس دان ہمارا علم ہجارتے ڈاکٹرو جو دنیا کا ایک بال بنانے سے قابل ہیں۔ جسم کی کھال بنانے سے عاجز ہیں۔ آنکھیں کولیں۔ اس میں سیاہ پتل کو دیکھیں کہ وہ کس طرح تیز رشی میں خود بخود مکڑا جاتی ہے اور ہر کی روشنی میں پھیل جاتی ہے۔ اگر انکو میں ریت کا کوئی ذرہ پڑ جائے تو فوراً آنکھوں سے پانی بہنے لگتا ہے اور آنکھ کو صاف کر دیتا ہے۔ جسم کے تمام اعضا کو ایک خاص تناسیے اپنی اپنی جگہ پر رکھا گیا ہے اس میں اگر ذرا سا فرق بھی آجائے تو جم کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے مثلاً آنکھ کو میری پیشانی پر سیدا کیا گیا ہے اور یہی ان کا مناسب مقام ہے اگر یہ سینے پیٹ مانگوں مل جوں یا سر پر یہ ذرا ادھر ادھر سر کا، دی جاتی تو دیکھنے میں کتنی دشواری ہوتی۔ جب کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے نظر کمزور ہو جائے تو کیا کوئی ڈاکٹر یا معالج یہ نظر دو بارہ پیدا کر سکتا ہے؟ ہرگز ہر گز نہیں وہ صرف یہی کر سکتا ہے کہ اس خاتمی کائنات اُس رب العالمین اُس اللہ کی بارگاہ میں عجز دانکھاری سے سجدہ ریز ہو جائے جو وجود انسانی کا خالی ہے۔

یہ خود اپنی کا علم ہے جس سے فلاں پر سر اپنے شہنشاہی کھلتے ہیں۔ یہ عرفان ہی کا علم ہے جس سے خدا شناسی نصیت ہوتی ہے۔ عارفوں کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ عارف اُس اللہ کی ذات۔ ۲۔ عارف صفات۔
اس کی مزید چند اقسام ہیں:-

۱۔ نفس کا عارف وہ ہے جو افاتِ نفس سے آگاہ ہو کر اس کی بیماری اور افات کا علاج کر لیتا ہے۔

۲۔ قلب کا عارف وہ ہے جس کا قلب زندہ ذکرِ اللہ سے گویا رہا۔ بیشتر نورانی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ روح اس میں داخل ہو جاتی ہے اور وہ شخص اپنی حیات کا وارث ہو جاتا ہے۔

ذرتوں کو قربے اور آدم کو مقامِ مَعَ اللَّهِ سے نوازا۔

آدم کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا۔

کائناتِ عالم کو اس کی خدمت پر مأمور کیا۔

قلبِ عبدِ مومن کو اپنا مگر بنایا۔

انسان بی مرأۃ ربت اور مرأۃ الرَّحْمَن کہلایا۔

وجودِ انسانی میں نور اور ظلمات۔ اچھائی اور بُرائی دونوں کو قبول کرنے کی

صلاحت رکھ دی۔

اس کو کچھ با اختیار بھی بنایا تاکہ زندگی کا کھیل کھیلے۔

ذرتوں کے مقابلہ میں آدم کو اسماۓ کلی یعنی حروفِ تہجی کی تیس چابیاں بھی

عطافرماں میں جس سے آدم ذرتوں پر غالب ہے۔ آج بھی ان تیس حروف کے ہزار ما

علوم پر لاکھوں کتابیں تحریر کی جا چکی ہیں لیکن بھرپھی یہ حروف آج تک کسی نئے تمہری

ہوئے اور نہ ہی کبھی ہوں گے۔

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْكُمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔ یعنی باری رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفْلَامٌ تُبَصِّرُونَ۔ یعنی بارے نسل میں جو دہنوں تک دیکھتے کیوں نہیں۔

قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ عَرْشِ اللَّهِ تَعَالَى. مؤمنین کے قلوبِ آللہ تعالیٰ

کا عرش ہیں۔

اللہ کی بارگاہ میں عارف وہ ہے جو اپنے علم اپنی عقل اپنی طاقت اپنے فکر

میں عاجزترین ہے۔ حضرت علیؑ کا قول ہے کہ میں نے اپنے آللہ کا عرفان اپنے

نامکمل میں شامل کیا۔ انسانی وجود کے مختلف اعضاء، دماغ، بچھپڑے، دل، معدہ

جگر، گردے، آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ ایک

مکمل کا رفائز ہے جو دنکھارے سے مل کر ایک وحدت بناتا ہے۔ ہمارے

۴۔ روح کا عارف وہ ہے جس پر اسم اللہ کی تجلیات ہوتی ہوں اور وہ دیدارِ الہی سے مشرفت ہو جاتا ہے۔

۵۔ عارفِ برتر وہ ہے جسے چار قسم کے راز حاصل ہوں۔

۱۔ رازِ الہام۔ ۲۔ رازِ معرفت۔ ۳۔ رازِ توحید۔ ۴۔ رازِ فُرُور۔

۶۔ عارفِ نور وہ ہے جو سرتاپ انور ہو۔ اور وہ جس طرف بھی نکاحِ اٹھائے اُسے نور ہی نور نظر آئے۔ ۷۔

ہر طرف سینم بسیابم ذاتِ نور

ایہہ تن رب سچے دا حجڑہ ویچ پا، فقیرِ اجھاتی ہُو
ذکرِ منت خواج خُضسر دی تیرے اندر آجھاتی ہُو
شوقِ دادیو ابال اندھیسے مت لجھے دستِ کھڑاتی ہُو
میں قربانِ تنهاں توں باہو جنہاں حق دی مفرنجچاپتی ہُو

چہدکن دربے خودی خود را بیابت !
زُود تر وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ !

چونکی اور آخری کتابِ انسانِ کامل، مُحَمَّدٌ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عاشر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے قرآن مجید ہیں؛ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ آخری کتاب کا مطالعہ ہے۔"

۸۔ اتباعِ رسول : اللہ اور اُس کے رسول کی اتباع کرو تاکہ تم پر حسم

کیا جاتے۔ (آل عمران: ۱۳۲)؛ یا رسول اللہ! آپ کہہ دیجئے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اُس کے رسول کی۔ (آل عمران: ۳۲)؛ اسے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور جو تم میں سے صاحبِ امر ہیں اُن کی (یعنی اولیاءِ کرام کی)۔ (سورہ نسا: ۵۹)؛ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی بے شک اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (سورہ نسا: ۸۰)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مُراد ایسی تابعداری ہے جس میں غلامی اور محبت کے جذبات کا امترانج ہو۔ (سورہ احزاب: ۲۱) بے شے شی اللہ ہمین کو اپنی جان سے بھی پیاسے ہیں۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے عمر! اُس وقت تک کسی کا ایمان ہی مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی جان نال اور اولاد سے زیادہ مجھے مجموعت نہ بنائے؛

ست جغزوہ اُحدیں جمبُلہ انوں کی فتح ہر بیت میں بدل گئی تو صحابہؓ کی ایک جات مذہب میتوڑہ کی طرف بھاگ کر لی ہوئی اور مذہبیہ میں موجود عورتیں بچے بول رہے حالات معلوم کرنے کے لیے میدانِ احمد کی طرف بھاگ اُٹھے۔ حضرت ہند بنت عمرو بن حرام

انصاریہ جو نہایت راستِ العقیدہ مسلمان تھیں اور انہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیا محبت اور عقیدت تھی، وہ بھی اُن میں شامل تھیں۔ لوگوں سے میدانِ جنگ کا حال پوچھتی جاتیں۔ آپ کو بتایا گیا کہ اُن کے شویر حضرت عمرؓ جموجع فرزند حضرت

خلادؓ بن عمرو اور بھائی حضرت عبَّاد بن عمرؓ بن حرام میدان کا رزار میں داؤ شماعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے ہیں تو آپ نے صبر و استقامت سے اس خبر کو سنا اور کسی غم و سُلُم چلتے پھرتے قرآن مجید ہیں؛ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ آخری کتاب کا مطالعہ ہے۔

آپ بھاگتی ہوئی میدان جنگ میں پہنچ گئیں اور حضور پاک کے چہرہ انور کو دیکھ کر آپ بے اختیار پکارا تھیں۔ کُل مُصِيَّبَةٌ بَعْدَكَ تَحْلَلْ۔ آپ سلامت میں تو سب مصیبتوں پیچ ہیں۔

محبت رسول: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت کے دعوے دار ہو تو میری تابعداری اختیار کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ مجش دے گا۔ اللہ بڑا غفور حیم ہے،

ادبِ رسول: ادب پہلا قرینے سے محبت کے قریبوں میں! اے مسلمانو! اپنے درمیان رسول اللہ کے بُلانے کو اپس میں ایک دس کو بُلانے جیسا نہ سمجھ بیٹھو۔ اے ایمان والو! ادله اور اس کے رسول آگے پیش قدمی نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان للہ ہو، اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نبی سے اُپنی آواز میں بات بھی نہ کرو۔ جس طرح تم اپس میں کرتے ہو۔ ایمان ہو کہ تمہارے سب اعمال غارت ہو جائیں اور تم کو اس کی خبر بھی نہ ہو۔

توبہ کے لیے حضور پاک کا وسیلہ: اے لوگو! اللہ کی بارگاہ میں توبہ کے لیے حضور پاک کو سیلہ اختیار کرو۔ اے پیغمبر! آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہیں۔ اگر آپ تنہ خواہ سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے گرد سے بہت جاتے (آپ کی محبت میں گرفتار نہ ہوتے) ان کے قصور معاف کر دیں۔ ان کے حق میں دعا شفعت کریں اور دین کے کاموں میں ان سے مشورہ بھی کر لیا کریں؛ (آل عمران: ۱۵۹)

جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں اور اے محبوب! وہ آپ کے پاس حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ٹبشن مانگیں اور رسول (اللہ) بھی ان کے لیے ٹبشن چاہیں تو

وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى كُو بَخْتَنَةٌ وَالْأَرْسَمُ وَالْأَپَامِينَ ۝ (سورة نساء: ۶۳)

بے شک تھا کہ پاس ایک رسول آیا ہے جو تم میں سے ہے۔ تمہارا نقصان میں پڑنا اس پرشاقد گزنا تھا۔ وہ تمہاری فلاج کے لیے حریص ہے اور ایمان والوں کے لیے رووف حیم ہے۔ (سورۃ توبہ: آخری آیتے پہلے)

اے بنی! آپ ان کے اموال میں سے صدقے کے انھیں پاک کر دیں اور نیکی کی راہ میں انھیں بڑھا دیں (وَصَلَلَ عَلَيْهِمْ). اور ان کے اوپر رحمت فرمائیں یا ان کے حق میں دعاۓ رحمت کریں کیونکہ آپ کی دُعاً ان کی تسلیکیں کا باعث ہے۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ (سورۃ توبہ: ۱۰۳-۱۰۴)

اللہ تعالیٰ نے دُو سکر انہیا علیہم السلام کو ان کے ناموں سے پکارا ہے۔ یا تَوْحِیْدُ یا ابْرَاهِیْمُ یا مُوسَیٰ یا عِیَّاضُ یا مُحْمَّدُ بْنُ نَبِیٰ کو۔ یا ایَّهَا الْمُرْقِلُ یا ایَّهَا الْمُذْدَرُ یا سِیْفُ یا طَّنَةُ یا ایَّهَا الرَّسُولُ جیسے پیاسنے ناموں سے پکارا ہے۔

آمیز رسول: آپ امتحنہ ہیں۔ اگر اس لفظ کا اشارہ اہل عرب یا عمومی قریش کے لیے ہو تو اس کا مطلب آن پڑھ ہو گا اور اگر لفظ آتمی کا اشارہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو تو اس کے معنی آتم العلوم خزان العلوم کے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آن پڑھ لوگوں میں رَأَتِ الْعِلُومَ بِحِجْمٍ مَبْحُوتٍ فَرِيَمَا! ارشاد ہوا: اذَا مَدِينَةُ الْعِلُومِ وَعَلَيْهِ بَابُهَا میں علم کا شہر ہوں اور علیٰ اُنہیں دروانہ ہیں؛ فرآن مجید کی پہلی آیت جو نازل ہوئی وہ اقراء بِإِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ رَبِّ تعالیٰ کے نام سے پڑھیئے جس نے پیدا فرمایا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تلمیذ الرحمن ہیں آپ نے فرمایا۔ ادب بنی ربی۔ میں کہ رستے مجھے ادب سکھایا۔ یہ کبھی فرمایا میں عالم اخلاق ہوں۔ مہدے سے لحد تک علم حاصل کرو اور علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پرفرض

قریب خدا کا کلام ہے۔
 قرآن مجید میں چند دوسری آیات جو حسنور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل
 ہوئیں، ملاحظہ فرمائیں۔
 وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ یہیں بھیجا ہے نہم آپ کو سوائے اس
 کے کہ آپ رحمتِ عالم ہیں۔

کافیہ لکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی کفایت کرنے والے ہیں۔ سب سخنِ الدینی اسری بعید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جماں معرج ہٹوا۔ قد جاء کم مِنَ الْهُدِّ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُّبِينٌ۔ تحقیق آپ کی طرف اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین نازل کی گئی۔

الَّيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا؟ كِيَا آپ کے لیے اللَّهُ ہی کافی نہیں ہے؟
 يَعْصِمُكَ هَرَى النَّاسِ - اللَّهُ تَعَالَى لوگوں سے آپ کی حفاظت خود فرمائے گا
 وَرَفِعْنَاللَّهُ ذَكْرَكَ هُرَمَنَے آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے۔
 إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِيًّا أَوْ مُبَشِّرًا وَبَذِيرًا وَدَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ يَادِنِهِ
 بے شک آپ کو گواہ بثارت دینے والا درانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے اور آپ اللَّه
 کی طرف اُس کے حکم سے دعوت دیتے ہیں۔

اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔ ہم نے آپ کو خیر کشی اور حوض کو ثر عطا فرمایا ہے
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ آپ عبودیت کی انتہا پر ہیں اور رسول ہیں۔
اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ بے شک آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔
ان آیات میں سے ہر آیت ایک علیحدہ کتب کی مقتضی ہے۔

قرآن مجید میں لفظ 'ضلال'، کافروں اور انبیاء کو رام علیم السلام دلوں کے لیے استعمال ہوا ہے جب اس کی نسبت غیر شری کی طرف ہوگی تو اس کے معنی مگر اس

ہے، علم حاصل کرو خواہ اس کے لیے تھیں چین تک جانا پڑے۔ اور غزوہ بدرا میں بعض قیدیوں کا فدیہ دس مسلمان بھوں کو لکھنا پڑھنا سکھا مقرر کیا گیا۔ سورہ النجم آیات ۳-۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهُوَىٰ إِنَّهُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ آپ تو اہش نفس سے نہیں بولتے، یہ تو ایک وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے جب ہم کلام کرنا چاہتے ہیں تو ایک خواہش ہمارے اندر پیدا ہو جاتی ہے جو خیال بن کر زبان سے الفاظ یا کلام کی صورت ادا ہوتی ہے۔ لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام فرمانا اس (PROCESS) عمل سے پاک ہے۔ آپ کا کلام ہیر وقت کلام الہی ہے جس کی دو صورتیں تھیں :

۱۔ آنا بستر گوئی مسئلہ کو۔ میں بھی متحاری طرح ایک بھائیوں کے مقام پر جو جی ہوتی دہ حدسٹ باک کا حصہ نہیں۔

۴- لیٰ مَعَ اللَّهِ وَقْتٌ لَا يَسْعَىٰ فِيهِ مَلَكٌ مُّقْرَبٌ وَنَبِيٌّ مُّرْسَلٌ بِمِنْهَا
مع اللہ کا ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں ملک مقرتب اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں
ہے، کے مقام پر جو جی الہی ہوتی... یا جب تک امین آیات قرآن مجید کے کرنازل ہوتے
ہو جی قرآن محمد کا حصہ نہیں۔

علماء حضرات اس کو وحی متلو اور وحی غیر متلو۔ وحی جعلی اور وحی خفی کہتے ہیں۔
ایک صحابی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو بھی سنت فوراً قلبیند کر لیتے۔ ایک دوسرے صحابی نے آپ کو ایسا کرنے سے منع کیا۔ حدیث صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں جو کلام بھی کرتا ہوں وہ کلام حق اور وحی الہی ہوتا ہے سلطان العارفین اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

اپنے میگویم نہ گویم از چوا دی چنوری صرفت قربت از تدا
میں جو کلام بھی کرتا ہوں اپنی خواہش سے نہیں کرتا میرا کلام چنوری صرفت اور

کے ہوں گے۔

غَيْرُ الْمَغْصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الصَّنَائِيلِينَ۔ (یا اللہ) ہمیں مغضوب اور
گراہ لوگوں کی راہ سے بچائے؛

او جب اس لفظ کی نسبت کی بنی کی طرف ہوگی تو موقع کی مناسبت سے اس
کے معنی ... وارفت محبت یاراہ سے ناداقف ... کے ہوں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں کو کہا کہ مجھے یوسف کی خوبیوں
رسی ہے تو انہوں نے جواب دیا۔ (القرآن) قَالُوا تَاهِلَةٌ إِنَّكَ لِفِي ضَلَالٍ يَا
الْقَدِيرِمْ۔ خدا کی قسم آپ تو پرانی خود رفتگی میں ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نوجوانی کے عالم میں ایک قطبی کو مکہ ماراجس سے وہ
مرکیا۔ موسیٰ علیہ السلام جب نبی ہو کر مصر میں واپس آئے قالَ فَعَلْتُهَا إِذَا قَاتَانَا
مِنَ الصَّنَائِيلِينَ۔ (القرآن) تو آپ نے کہا۔ مجھ سے (قطبی کو مانتے کافل) اس وقت
سرزد ہوا تھا جب مجھے راہ کی خبر نہیں تھی (یا مجھے علم نہ تھا کہ میرے مکہ مارنے سے قطبی
مر جائے گا۔ یہ قلن غیر عمد تھا۔ جو قابل مواد نہ نہیں)۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشادِ الہی ہوا۔ وَوَجَدَكَ
ضَالًا فَهَدَى۔ ہمیں آپ کو (الله کی محبت میں) از خود رفتہ پایا تو ہدایت عطا
فرمادی: ہدایت سے مراد کتاب ہدایت۔ صراط ہدایت اور تور ہدایت ہے۔
قرآن مجید نے خود اعلان فرمادیا ہے۔ مَا أَضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا مَغْوِيٌّ بِهِمْ
صاحب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ گراہ ہیں نہ بُرَاءٌ ہیں؛ حضرت شعیب
علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا۔ مجھ میں گراہی نہیں ہے؛ میں تورت العالمین کی طرف
سے رسول ہوں۔

ہر نبی پر ایشی طور پر مضمون عربی الخطاط ہوتا ہے۔

اللَّهُ تَعَالَى نے قرآن مجید میں حضور پاک کے جسم مطہرہ کا بیان بھی فرمایا ہے۔
وَالصَّنْجُ. آپ کا چہرہ ہے۔ سلیمان نبی۔ آپ کی ذات ہے۔
وَاللَّلِیلُ. آپ کی زلفیں ہیں۔
وَمَا يَنْطِقُ. آپ کا دہان مبارک ہے۔

يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔ آپ کے بانکوں پر اللہ کا بانک ہے۔
ہرست آپ کے قلب پر قرآن نازل کیا۔

آپ کی آنکھوں کے اشارہ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے عین نماز عصر میں بیت المقدس
کی بجائے کعبہ کو قبلہ مقرر کر دیا۔

الْمَدْشُوحُ لَكَ صَدَرَكَ۔ ہمیں آپ کا سینہ کھول دیا ہے۔
وَمَارْمَيْتَ إِذْ رَصَيْتَ وَلِكِنَ اللَّهُ رَحِيمٌ۔ جنگ بدیں جب آپ نے
ریت کافروں کی طرف چینکی، جو ہر کافر کی آنکھیں پڑائی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ
آپ نے نہیں چینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے چینکی۔

يَا أَيُّهَا الْمُزَمِّلُ۔ (کملی پوش رسول)

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ (قادر اور طہریہ ولیے (نبی))

یعنی۔ طہ آپ کے العاقب ہیں جزوی مفقط عات آپ کے خطاب میں۔
ایک صحابی حضرت ہند بن عملہ کہتے ہیں۔ ایک شوہر میں حضور پاک صلی اللہ علیہ
وسلم کی مجلس میں حاضر تھا۔ جو دھویں کا چاند چک رہا تھا میں کبھی حضور پاک صلی اللہ علیہ
وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف۔ خدا کی قسم! حضور پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند سے زیادہ خوبصورت اور روشن تھا۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ جَهَنَّمْ لِقَدْ نَوَّرَ الْقَرْ
لَامِكِنَ الشَّنَادِحَ كَمَا كَانَ حَقَّتْهُ
بَعْدَ اغْدِيزْرَكَ تَوْيِي قَصْرَهُ

قولہ تعالیٰ: إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَجْبَرَتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔ بے شک آپ ہدایت نہیں کرتے جسے آپ چاہیں۔ لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسے وہ چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت کوں کوں کوں ہدایت کے لائق ہے اور کون نہیں؟

ان آیات میں اور اسی طرح کی دیگر آیات میں فرمانِ الہی ہے کہ ہدایت دینا یادِ دینا اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے۔ رسولِ اللہ ہدایت دینے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام (ہدایت کے مقابلہ میں) صرف بلاغُ المُهْدِفِینَ ہے۔ جیسا کہ حجۃ البُدَاع کے موقع پر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ لے صحابہؓ اکیا میں نے آپ تک آنکھ کا پیغام پہنچا دیا ہے؛ جس پر تمام صحابہؓ نے یک زبان ہو کر کہا۔ باں یا رسولِ اللہؓ! تین بار آپ نے یہی فرمایا اور چوتھی بار اسماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لے آنکھ! تو نے جو ڈیٹی مُحَمَّد رسولِ اللہ کے ذمہ رکھنی تھی وہ اُس نے پوری کر دی ہے۔ ہدایت کی ذمہ داری آنکھ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لے لی ہے کہ وہ جسے چاہے ہدایت دے چے چاہے ہدایت نہ دے اور ہدایت حرف اُن لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو ہدایت حاصل کرنے کی صلاحیتوں کو برپہنچ کار لاتے ہیں۔ اگر ہدایت دینے کی ذمہ داری رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تو ہر ایمان نہ لازم والے کے متعلق قیامت کے روز بھی حضورؐ سے ہی سوال کیا جاتا کہ وہ ایمان کیوں نہیں لایا۔ اس نے کیوں ہدایت حاصل نہیں کی؟

حضرتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ تعالیٰ نے کتاب ہدایت۔ قرآن مجید۔ راہ ہدایت۔ انعام یافتہ لوگوں کی راہ صراطِ استقیم۔ نور ہدایت عطا کر کے تمام لوگوں کے لیے نعمۃ ہدایت بنادیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ان واضح نشانیوں

کے باوجود ہدایت حاصل نہیں کرتا تو اُس کے لیے وہ خود فرمدار ہے حضور پاک کا کام بلاعِ مثیں تھا وہ پُورا ہو چکا۔ حضور پاک کسی کے ہدایت حاصل نہ کرنے کے ذمہ دار نہیں۔

تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فاقليط کیا گیا ہے جس کا عربی یہ معنی نظرِ احمد ہے۔ قوله تعالیٰ: إِسْمَهُ أَحْمَدُ۔ حضرتِ داؤد علیہ السلام اپنے گیتوں میں کہتے ہیں۔ اے یروشلم کی بیٹیو! میرے مجھوں کا نام محمد ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بھی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: "وَهُوَ فَارَانَ كَيْ چُبُیوں سے دُن ہیز لَرْ قَدْوَسِیوں کے ساتھ نازل ہوگا۔ اُس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دُوسرے میں کتاب (قرآن مجید) ہو گا)۔

آنکھ تعالیٰ نے ارواحِ انبیاء علیہم السلام سے بھی وعدہ لیا تھا۔ جسے یثاثُ النبیین کہتے ہیں کہ ہمارا پیارِ احبابیت دُنیا میں تشریف لائے گا۔ اُس کے متعلق دُنیا میں مُنادی کر دیں۔ اُس کی قُلایِ اختصار کریں اور اُس کی مدد کریں۔ موسیٰ علیہ السلام اور پیغمبر علیہ السلام نے خواہش کی کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتی بنادیا جائے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مُوسیٰ اور علیمی علمیہ علیہم السلام موجود ہوتے تو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

اہم کچھ حالِ مُنافقین کا بھی بیان کرتے ہیں مُنافق لے کہتے ہیں جو بظاہر تو کلمہ طیب پڑھ کر مسلمانوں میں داخل ہو جائے لیکن جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے، آپ کی نعمت پڑھی جائے۔ آپ پر درود و صلوٰۃ بھیجا جائے تو انہیں تکلیفِ محسوں ہوتی ہے۔ انہیں خوشیِ محسوں نہیں ہوتی۔ وہ جان لیں کہ ان کے دل بیمار ہیں۔ وہ مرضِ نفاق اور مرضِ تشکیک میں مبتلا ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل ایک شخص عبد اللہ بن ابی رہب تھا جسے

حق ادا کر دا مگر آنکہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے پریے جبیت! اس نے مسلمانوں
اسلام، آپ کی ذات اور آپ کے اہل خانہ کے خلاف جو دریدہ و قسمی اور نقصان
پہنچانے کی کوششیں کی ہیں۔ ایسا شخص کسی طرح بھی معافی کا حقدار نہیں ہے۔ لہذا
اب میرا عدل شروع ہوتا ہے۔ آپ اس منافق کے لیے مستشار بھی باخہ اٹھائیں تو یہ
پھر بھی اس کو معاف نہیں کروں گا۔ مجھے آپ کے اٹھائے ہوئے ہاتھوں کا دہن پڑانا
کسی طرح بھی پسند نہیں۔ اس لیے اے میرے محبوب! آپ آنکہ کسی منافق کی قبر پر
کھڑے بھی نہ ہٹو اکریں۔ کیونکہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو مزرا کا مستحکم بنالیا ہے۔ ایسا
باری تعالیٰ ہے۔

إِسْتَغْفِرَ لَهُمَا وَلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمَا إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً
فَلَنْ يَغْفِرَ لَهُمَا لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔ (توبہ: ۸۰)

پھر اس تاد فرمایا۔
وَلَا تُنْصَلِّ عَلَى الْحَدِيدِ مِنْهُمْ مَا أَبْدَأُوا لَكُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ
كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَهَاتُوا وَهُمْ فَسِقُونَ۔ (توبہ: ۸۴)
آنکہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف نور عطا فرمائے ہیں۔ نور
محمدی، نور حمدی، نور حسینی، نور نبیوت، نور رحمت، نور فقر، نور
رحمتہ للعالمین۔ قوله تعالیٰ: قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ أَنْفُلِهِ نُورٌ وَكِتابٌ مُبِينٌ
تحقیق آپ کی طرف نور (رسول اللہ) اور کتاب مبین (قرآن مجید) نازل کیا گیا ہے
حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے مونین کو نورِ ہدایت، نورِ ولایت۔ اور
نورِ لذت، نصیب ہوتا ہے۔

نورِ ہدایت: قوله تعالیٰ: أَنَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

لوگ مدینہ کا حاکم بنانے والے تھے۔ جب اہل مدینہ جماعت انصار، اوس فخریج
قبائل ایمان۔ لے آئے اور انہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر
لی تو اس کے عزائم پیوندِ خاک ہو گئے۔ وہ بظاہر تو کامِ طیب پڑھ کر مسلمان ہو گیا،
لیکن اس نے سر موقع مرسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

۱۔ وہ قریش مکہ سے خفیہ رابطہ رکھتا اور مسلمانوں کے مقابلہ ہر قوم کی اطلاعات
انہیں بھی پہنچاتا۔

۲۔ غزوہِ أحد میں اپنے سات سو ساتھیوں کوے کر مسلمانوں کی فوج سے الگ بھجو گیا۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر نہست لگانے اور واقعہ ایک کاراوی

بھی وہی تھا۔

۴۔ اوس روزِ رجن میں اکثر قبائلی عصیت کو پہنچاتے کر مسلمانوں کو کمزور کرنا
چاہتا تھا۔

۵۔ مسجد ضرار کی بنیاد رکھنے والے بھی بھی منافق تھے۔ آنکہ تعالیٰ کے حکم سے اس
مسجد کو جس کی بنیاد فتنہ و فساد پر رکھی گئی تھی، جلا دیا گیا اور منافقین کو ان کے گرباڑوں
سے پکڑ کر گھسیٹا گیا۔ ایک موقع ایسا بھی آیا کہ عبد اللہ بن ابی کے میٹے جو راجح الحقیدہ
مسلمان اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صحابی تھے، نے بارگاہِ سالت میں
عرض کی کہ اسے حکم دیا جائے کہ وہ اپنے باپ (عبد اللہ بن ابی) کو قتل کر دے لیکن حضور
پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرمادیا۔

عبد اللہ بن ابی ریس المناقیب جب فوت ہو گیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہِ رحمت اس کے جنازہ میں بشرکت فرمائی اور اس کی دعلتے مغفرت
کے لیے باخہ بھی اٹھا دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ عالم تھے ایسے کھلے کھلے
منافق کے لیے بارگاہ کریاں دفعا کے لیے باخہ اٹھا کر آپ نے رحمتِ عالم ہونے کا

مَثْلُ نُورِهِ كَمِشْكُوَّةٍ فِيهَا مَصْبَاحٌ، الْمَصْبَاحُ فِي رُجَاجَةِ النَّرْجَاجَةِ
كَانَهَا كَوْكَبٌ دُرْقِيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مَسْبَرَكَةٍ رَيْتُونَةٍ لَا شَرْقَيَّةٍ
وَلَا غَرْبَيَّةٍ تِيكَادُنَيْتَهَا يُضْنَى وَلَوْلَمْ تَمَسَّسَهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ
يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ
يُكْلِمُ شَيْئًا عَلَيْهِ (٢٥: ٢٣-٢٤) (سورة النور: ٢٣-٢٤). وَهُوَ نُورُ الْأَنْوَافِ
أَنَّهُ كَمِشْكُوَّةٍ فِيهَا مَصْبَاحٌ، الْمَصْبَاحُ فِي رُجَاجَةِ النَّرْجَاجَةِ
كَانَهَا كَوْكَبٌ دُرْقِيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مَسْبَرَكَةٍ رَيْتُونَةٍ لَا شَرْقَيَّةٍ
وَلَا غَرْبَيَّةٍ تِيكَادُنَيْتَهَا يُضْنَى وَلَوْلَمْ تَمَسَّسَهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ
يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ
يُكْلِمُ شَيْئًا عَلَيْهِ (٢٥: ٢٣-٢٤) (سورة النور: ٢٣-٢٤). اللَّهُ تَعَالَى آسَانُوْنَ اور زَمِينَ كَانُوْنَ هُوَ
أَنَّهُ كَمِشْكُوَّةٍ فِيهَا مَصْبَاحٌ، الْمَصْبَاحُ فِي رُجَاجَةِ النَّرْجَاجَةِ
كَانَهَا كَوْكَبٌ دُرْقِيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مَسْبَرَكَةٍ رَيْتُونَةٍ لَا شَرْقَيَّةٍ
وَلَا غَرْبَيَّةٍ تِيكَادُنَيْتَهَا يُضْنَى وَلَوْلَمْ تَمَسَّسَهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ
يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ
يُكْلِمُ شَيْئًا عَلَيْهِ (٢٥: ٢٣-٢٤) (سورة النور: ٢٣-٢٤). اللَّهُ تَعَالَى آسَانُوْنَ اور زَمِينَ كَانُوْنَ هُوَ

بِكُلِّ شَيْئٍ عَلَيْهِ (٢٥: ٢٣-٢٤) (سورة النور: ٢٣-٢٤). اللَّهُ تَعَالَى آسَانُوْنَ اور زَمِينَ كَانُوْنَ هُوَ
أَنَّهُ كَمِشْكُوَّةٍ فِيهَا مَصْبَاحٌ، الْمَصْبَاحُ فِي رُجَاجَةِ النَّرْجَاجَةِ
كَانَهَا كَوْكَبٌ دُرْقِيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مَسْبَرَكَةٍ رَيْتُونَةٍ لَا شَرْقَيَّةٍ
وَلَا غَرْبَيَّةٍ تِيكَادُنَيْتَهَا يُضْنَى وَلَوْلَمْ تَمَسَّسَهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ
يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ
يُكْلِمُ شَيْئًا عَلَيْهِ (٢٥: ٢٣-٢٤) (سورة النور: ٢٣-٢٤). اللَّهُ تَعَالَى آسَانُوْنَ اور زَمِينَ كَانُوْنَ هُوَ

بِكُلِّ شَيْئٍ عَلَيْهِ (٢٥: ٢٣-٢٤) (سورة النور: ٢٣-٢٤). اللَّهُ تَعَالَى آسَانُوْنَ اور زَمِينَ كَانُوْنَ هُوَ
بِكُلِّ شَيْئٍ عَلَيْهِ (٢٥: ٢٣-٢٤) (سورة النور: ٢٣-٢٤). اللَّهُ تَعَالَى آسَانُوْنَ اور زَمِينَ كَانُوْنَ هُوَ

عَنْ ذُكْرِ رَبِّهِ وَلَا قَارِبُ الصَّلَاةِ وَإِيَّاهُ الرَّزْكُوَةُ مَلِيْخَافُونَ يَوْمًا
تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْفَلَوْبَ وَالْأَبْصَارُ (٥) (سورة النور: ٢٣-٢٤). وَهُوَ نُورُ الْأَنْوَافِ
كَهْرُوْنَ مِنْ دَرْوَشِنَ ہوتا ہے جن میں اللَّهُ تَعَالَى نے اسْمَ اللَّهِ كَذْكَرْ بَنَدَ كَرَنَے کا
حُكْمٌ دیا ہے جن کی تَبَيْعَ لَهُ ہوتی ہے اور وہ اس میں صبح و شام (اسْمَ اللَّهِ کے ذَكْرِ
اوَرْ تَصْوِرَتِ اسْنَ نُورِي چراغ کو روشن رکھتے ہیں)۔ وَهُوَ ایسے لوگ ہیں جن کو ذَكْرِ اللَّهِ
قِيَامِ نَهَارَ وَادَائِ نَوْكَوَةَ سَكُونَتِي تَجَارَتِ بَهْيَ غَافِلَ نَهَيْنَ كَرَتِي۔ وَهُوَ اسَ دَنَ سَكُونَ
جَبَ دَلَ خَوْفَ اورْ كَبْرَ اِمْتَ کَسْبَ الْأَنْتَ جَائِيْسَ گَے اورْ اَنْكَعِيْسَ پَچَتْ جَائِيْسَ گَیَ
درستہ ہیں۔

نُور وَالْأَيْتُ: قولَهُ تَعَالَى: اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ أَمْنَوْا بِنَحْرِ جَهَنَّمْ مِنْ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (سورة البقرة: ٢٥٨)، اللَّهُ تَعَالَى جَنْ كَوْاپَنَا وَلِيَ بَنَاتِي ہیں
اُنَّ كَوْلَمَاتَ سَكَالَ كَرْ نُورِیں دَخْلَ كَرَدِیتے ہیں۔

اللَّهُ تَعَالَى اپنے بَنَوَنَ کو حارِقِیْمَ کے ظَلَمَاتَ سَكَالَ کَرَتِتے ہیں:-
۱. ظَلَمَاتِ نَفْسِ۔ ۲. ظَلَمَاتِ خَلْقِ۔ ۳. ظَلَمَاتِ دُنْيَا۔ ۴. ظَلَمَاتِ شَيْطَانِ۔
اور حارِقِیْمَ کے نُورِ عَطَا فَرِمَاتِتے ہیں:-

۱. نُورِ عِلْمِ۔ ۲. نُورِ ذَكْرِ۔ ۳. نُورِ الْهَامِ۔ ۴. نُورِ مَرْعُوفَتِ باَقِرْ حَفْظُهُ
نُورَكَ: قولَهُ تَعَالَى: أَوْمَنْ كَانَ مَيْتَا فَأَحَيَيْنَهُ وَجَعَلْنَا
لَهُ نُورًا يَسْتَشْنِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلَةً فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ
بِخَارِجِ مَنَهَا، كَذَلِكَ زُنْيَنَ لِلْكُفَّارِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (٥) اور
وَهُوَ جُمْرَدَهُ تَحَا هِیْسَمَ اُسَ سَكَالَهُ كَرَدِیَهُ اور اسَ کے لَيْسَ ایک نُورَ (اللَّهُ) پیدا
کر دیا جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے۔ کیا وہ اس جیسا ہے جو انہیروں میں ہے
اس سے نکلنے نہیں پتا۔ یونہی کافروں کے اعمالِ اُن کی آنکھوں میں بچتے گتے ہیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ زین پر گردی ہوئی سوئی ڈھونڈ رہی ہیں۔ اندھیرا تھا اس میں سوئی میں نہیں رہی تھی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مخاطب کیا تو آپ کے دہان مبارک سے ایک نور نکلا جس کی روشنی میں حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی سوئی تلاش کری۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ جب آپ گفتگو کرتے تو ان کے منزہ سے ایک نور نکلا جس کی روشنی اور چمک صاف نظر آتی۔

حضرت رابع بصریؓ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک رات گھر میں چراغ نہ تھا۔ اندھیرے میں مہانوں کو کھانا کھلانا منظور نہ تھا۔ اللہ اکبر کہہ کر انششت شہادت کو بلند کیا تو اس میں سے روشنی نکلنے لگی جس نے درودیوار کو روشن کر دیا۔

حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید میں قل "آپ فرمادیجھے یا رسول اللہ"۔ اب ادا ہو ابے اور اللہ تعالیٰ نے ۱۹ ابا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کوئی، کہہ کر پکارا ہے۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاتِ النبیؐ نہیں مانتا وہ سُست دین کذا بُت اور منافق ہے۔

۱۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دوسرا نور بھی عطا فرمائے ہیں مثلاً:
۱۔ مترجم صدر کا نور۔

۲۔ قیامت کے روز ظاہر ہونے والا نور۔
۳۔ صدیقین اور شہداء کو حاصل ہونے والا نور۔

یَا يَهُوَ الَّذِينَ أَمْتُوا وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا۔ (۱۳۳۱-۱۳۳۲)

۴۔ ایمان والو! تم اس کا ذکر خوب کر شرط سے کیا کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح

کرتے رہو۔ وہ (اللہ) اور اس کے فرشتے تم پر (صلوات) رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تہیں ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دے اور اللہ تعالیٰ مونین پر بہت مہربان ہے۔

جو لوگ ذہبی صفائی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کی حیات اور مدد کرتے ہیں اس آیت میں نور سے مراد قرآن مجید ہے۔ (سورہ الاعراف، ۱۵۴: ۱۵)

وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بھجا دیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہیں گے۔ خواہ کافر کیسے ہی ناخوش ہوں؟ (توبہ، ۹: ۳۱)

اس آیت میں نور سے مراد دینِ اسلام حضور پاک اور قرآن مجید ٹھیک ہیں۔

ایمان والو! اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر چوہبُت نازل کیا ہے (یعنی

قرآن مجید)۔ اللہ تعالیٰ مہماں نام اعمال کی خبر رکھتا ہے؟ (تفابن، ۲۳: ۲)

ایمان والو! تم اکلے سے ڈردار اُس کے رسول پر ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے (اُنکے) دوہرے ثواب دے گا۔ وہ تم کو ایسا نور عطا فرمائے کا کہ تم اُس کو یہ ہوئے لوگوں میں چلتے پھرتے رہو گے اور (وُسکریکے) وہ تم کو خیش دے گا۔ اور اللہ غفور رحیم ہے؛ (الحمد، ۵: ۲۲)

کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر (قین طریق سے) یا تو الہام سے یا حجاب (کے پر دے سے) یا کسی فرشتے کو بیج دے۔ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے۔ وہ بڑا عالمی شان بڑی حکمت والا ہے۔ اسی طرح ہم سے آپ رچبی دھی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے۔ آپ کو یہ خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کیا ہے؛ لیکن ہم نے آپ کو (قرآن مجید اور ایمان کا) نور عطا فرمایا جس کے ذریعے سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔

اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت کر رہے ہیں؟ (الشوری ۵۰:۳)

شرح صدر کا نور: (سورة زمر، آیت ۲۱) "سو جن شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے پیچے کھول دیا ہے وہ اپنے رب کی طرف کے نور پر ہے۔ پس خوبی ہے سخت دل لوگوں کے لیے جو ذکرِ اللہ سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں خوش قیمت ہیں وہ لوگ جو اس دُنیا میں ہی اس نور سے فیضیاب ہو جاتے ہیں۔ قیامت کے روز زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی؛

(سورة الحمد، ۵: ۱۱) جس دن آپ مونین و مونات کو دیکھیں گے کہ ان کا نور (جو انہوں نے دُنیا میں حاصل کیا تھا)، ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑتا ہو گا لج تم کو بشارت ہے ایسی جنت کی جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جس میں وہ سعیتیں گے (اور) یہ طبی کامیابی ہے۔ وہ دن ایسا ہو گا جس دن مُناقِہ مرد اور مُناقِۃ عورتیں مسلمانوں سے (پُل صراط پر) کہیں گے کہ (ذرا) ہمارا انتظار کرو یہم کبھی تھجھارے نہ کچھ روشنی حاصل کر لیں۔ ان کو جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے بیمحی لوط جاؤ یہ پہاڑ (اس) نور کو تلاش کرو۔ بچھر (ہر دو فریضیں) کے درمیان ایک دیوار قائم کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہو گا جس کی اندر ورنی جانب میں رحمت اور بروفی جانب میں عذاب ہو گا؛

سورة التحريم: آیت ۷) اے ایمان والو! اللہ کی بارگاٹیں توبۃ التصوّح اختیار کرو (یعنی وعده ہے) کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اُس روز اللہ تعالیٰ کی بارگاٹیں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ایمان دار ساختی گھاٹے میں نہ رہیں گے۔ اُن کا نور اُن کے دل ہے اور ان کے سامنے دوڑتا ہو گا۔ وہ عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہمارے نور کو پورا کر دیجئے (فَأَمْرَأْ ثَمَرَكَيْهِ) ہماری منفعت

فراد بھئے۔ بے شک آپ ہر شے پر قادر ہیں۔

شہد احمد نقیبین کا تواریخ: یہ لوگ تو صدیق اور شہزادیں اپنے

کے پاس ہیں۔ ان کے لیے اج بھی ہے اور نور بھی؛ (الحمدیہ)

حضرت اُپ کی صلی اللہ علیہ و سَلَّمَ سے تم سعیتیہ یہ دعا کرتے۔ یا اللہ! میرے قلب میں نور پیدا کر دے۔ میری آنکھوں میں نور میرے کا نہ رہیں۔ نور میرے نامیں نور میرے باشیں نور میرے اور نور میرے نیچے نور میرے اگے نور میرے پہنچ پر نور میری زبان میں نور میرے نیچے نور میرے چھوٹوں میں نور میرے چھوٹوں میں نور میرے بالوں میں نور میرے چھوٹے میں نور پیدا کر دے۔ یا اللہ! اب مجھ نور عطا فرم۔ یا اللہ! میرے نور کو طھا۔ یا اللہ!

مجھے نور ہی بناء،

اب اُر کوئی شخص دُنیا میں نور کا ملک گاری بھی نہیں۔ نور حاصل کرنا ہی نہیں چاہتا تو اُس کا عذاب اور وبال اُس اپنی ذات پر ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاجْ

دیدارِ الہی: طالب اُک دیدار کا درس دیتے ہیں۔ دیدار خود میں فرمایا طالب اللہ کا قسم ہے کہ مُرْتَدْ سے ذکر فکر مراقبہ، ورد و نطاًعَتْ جملہ رہات۔

خلوت فوجاہدہ ہرگز طلب نہ کرے؛ فرم مشارکہ معرفت دیدار طلب کرے۔ مُرْشِدُ کو بھی قسم ہے کہ طالب اللہ کو علم تصوّر دیدار معرفت پر درگاہ کا سبق دے اگر مُرْشِد اس صفت سے موصوٰت نہ ہو تو حالت پر لازم ہے کہ ایسے ان صفات مُرْشِد کو فرداً تین طلاقیں کے کراس سے علیحدہ ہو جائے۔

دیدار کی دو صیغیں ہیں:-

۱۔ لقاء رب العالمین۔ ۲۔ دیدارِ الہی

(۱) قوله تعالیٰ: مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَلَّا صَالِحًا جو لپکے

رب کے نور کا لغاد چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ عمل صالح اختیار کرے۔
لقاءۃؓ کا مأخذ لاaci۔ اسم فاعل مفرد نہ کو مضاف ہے جس کے معنی حاصل کرنے
والا پانے والا۔ پہچان کرنے والا۔ دیکھنے والا کے ہیں پس لقاءؓ رب سے مراد وجوہ
انسانی میں نورِ ربویت کا مشاہدہ ہے جسے روزِ الست رُوحون پرچلی کیا گیا تھا۔
قولہ تعالیٰ، وَقَيْ أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تَبْصِرُونَ۔ وہ تمہارے نفسوں میں موجود ہے تم اسے
دیکھ کیوں نہیں؟

سلطانُ العارفینؓ فضل المقادیر فرماتے ہیں: "منوجہ شدن غرق فنا فی اللہ
بِقَا، است": فنا فی (نور) اللہ میں توجہ کے غرق ہونا لقاء ہے مزید فرمایا۔ ایک پل
کا متوجہ با تفکر استغراق فی اللہ عبادت لشکنیں سے بیڑ کرے اور یہی عمل صالح
ہے ارشاد ہوا۔ عارف باللہ سے راهِ عرفت مشاہدہ۔ تجلیات نور اللہ پوشیدہ
نہیں کیونکہ عارف باللہ روشِ ضمیر کیما نظر۔ بالبصر صاحب دیدہ ہے۔ یاد رہے
کہ صلوٰۃ نوافل کا تعلق ریاضت کے ہے اور ما سوی اللہ۔ مع اللہ کا تعلق راز
ہے ہے۔ ریاضت راز کے لیے مجاہدہ مشاہدہ کے لیے۔ عبودیت ربویت کے لیے
ہر اسرار کے لیے معرفت دائمی زندگی دل بیدار کے لیے۔ محبت محمرتیت فی
اللہ کے لیے اور قی اللہ بقا باللہ کے لیے ہے۔ تاثیر اسم اللہ سے قلب
(حوالیت نورانی وجود ہے)، خاکی جنّت کے اندر میش آفات روشن ہو جاتے ہے۔

نفس۔ قلب۔ رُوح اور ستر چاروں جب ایک ہو جاتے ہیں۔ اور
نورانی شکل اختیار کرنے ہیں اور ہمہ وقت تصور نور اللہ میں مستغرق رہتے ہیں وہ
بیان سے گزر کر عیاں اور مکاں سے گزر کر لامکاں اور ناسوت سے گزر کر لامہوت
میں داخل ہو جاتے ہیں اور وجود میں دیدارِ الہی نصیب ہو جاتا ہے۔ الحدیث:
رَأَيْتُ فِي قَلْبِي رَبِّي۔ میں نے اپنے قلب میں اپنے رب (کے نور) کا مشاہدہ

کیا۔ اس طرح عارف کو نورِ ربویت حاصل ہو جاتا ہے اور وہ چلتے پھرتے اٹھتے
بیٹھتے سوتے جاگتے اسی نور میں غرق رہتا ہے۔

دیدارِ الہی: "رَبِّ أَرْبَیْ" اے میرے رب! مجھے اپنا آپ دکھا!
کی خواہ ہش ہر مومن کے دل میں موجود ہے۔ مولیٰ علیہ السلام کے سامنے کوہ طور پر
اہم رب کے نور کی تجلی ہوتی۔ قوله تعالیٰ: فَلَمَّا تَجَلَّ رَبِّهِ لِلْجَبَلِ۔ پس پھاڑ
پر اس کے رب نے تجلی فرمائی۔ معلوم ہوا کہ دیدارِ تجلی کی صورت ہوتا ہے۔ اس تجلی
کی کیفیت کو بیان کرنا تو مشکل ہے۔ آپ تجلی ہی کو لیں۔ نہ اس کا کوئی وزن ہے بلکہ
کوئی شکل و صورت۔ تجلی کو اس کی حرکت۔ طاقت اور روشی سے پہچان جاتی ہے۔ اسی
طرح دیدارِ الہی کو بھی تجلی ہی سے معلوم کیا جا سکتا ہے جس میں نور کی روشنی۔ قوت اور
حرکت موجود ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص اسم اللہ کا حقیقی تصور کرتا ہے تو ایک روز
اس میں سے شعلہ نورِ تجلی ہو جاتا ہے جو طالبِ دیدار کے خواہِ خمس ظاہری آنکھ کاں
ناک۔ سوچنے سمجھنے کی حیات کو بند کر دیتا ہے اور وہ دیدارِ الہی سے مشرف ہو جاتا ہے
سلطان العارفینؓ عین الفتیل فرماتے ہیں۔ جان لو! کہ تجلی روشنائی کا نام ہے
اور اس کی چودہ اقسام اور چودہ مقام ہیں۔ جاننا چلتے ہے کہ ہر ایک تجلی آثار تاشیر وجود
سے پہچانی جاتی ہے۔ سب مقاموں سے سخت تر مقام تجلی ہے کیونکہ تجلیات میں ہر ایک
ہزار عارف۔ واحصل محقق۔ موحد۔ ذا کران و طالبان دریائے تجلی میں غوط طکھا کر گراہ
ہو گئے ہیں۔ ہرگز عافیت کے ساحل نہ کہ نہ پہنچے ہیں بعض مرتد بعض شہرتوں میں
پڑ جاتے ہیں۔ بعض مشرک ہو جاتے ہیں۔ بعض بدعت دوستیوں میں پاک درجہ
بدرجہ دوزخی بن جاتے ہیں۔

اول تجلی مشریعیت کی ہے جو ظاہری آنکھوں سے تعلق رکھتی ہے جو پیشانی پر
ظاہر ہوتی ہے۔

دوم تجلی طریقت کی ہے جو قلب سے ظاہر ہوتی ہے۔

سوم تجلی حقیقت کی ہے جو نورِ رُوح سے متجملی ہوتی ہے۔

چہارم تجلی معرفت کی ہے جو نورِ ستر سے متجملی ہوتی ہے۔

پنجم تجلی عشق جو نورِ اسرارِ الہی سے پیدا ہوتی ہے۔

ششم تجلی مرشد کہ اس سے نورِ محبت و اخلاص مرتب پیدا ہوتا ہے۔

ہفتم تجلی فقر کہ اس سے نورِ ما سوی پیدا ہوتا ہے۔

ہشتم تجلی فرشتگان کہ اس سے وجود میں نورِ تسبیح پیدا ہو جاتا ہے۔

نهم تجلی حسن کہ اس سے جنونیت و دلیوانی پیدا ہو جاتی ہے۔

دهم تجلی نفس کہ اس سے وجود میں شہوت و ہوا پیدا ہو جاتی ہے۔

یازدہم تجلی شیطانی کہ اس سے وجود میں معصیت و گناہ پیدا ہو جاتی ہے۔

دوازدہم تجلی شمس کہ اس سے نورِ برق پیدا ہوتا ہے۔

سیزدہم تجلی ماہتاب کہ جس سے پروافار کا نور ظاہر ہوتا ہے۔

چہاردم تجلی کے برزخ مختلف اسماں ہیں۔

اسم اللہ و اسم ھو کی تجلی۔

اسم نور نام باری تعالیٰ کی تجلی۔

اسم فقر و اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی۔

ہر اسم کے حروف کے درمیان سے فتیلہ کی مانند چراغ، شمع سے زیادہ روشن و

تا باں تر تجلیات ہوتی ہیں۔ اہل شریعت کی تجلی چہرے پر۔ اہل طریقت کی تجلی دل پر۔

اہل حقیقت کی تجلی مشاہدہ میں۔ اہل معرفت کی تجلی سرتائدم تک ہوتی ہے شیطانی تجلی

یعنی نروسم اور نضانی تجلی میں عورتوں کی محبت شہوات پیدا ہو جاتی ہے۔ خاص تجلی

وہ ہے جس میں درمحبتِ الہی وجود میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ تجلیات میں ہی رُکش جانا

چاہئے۔ آگے بڑھنا چاہئے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ نے فرمایا اولیاً کے قلوب پر سکون حرام ہے۔

دیدار کی چند اقسام اور طریقے ہیں:-

اہل شریعت کو خواب میں۔

اہل طریقت کو مراقبہ میں۔

اہل حقیقت کو مکاشفہ میں۔

اہل معرفت کو رُوح کی آنکھوں سے۔

عاشقوں کو ظاہری آنکھوں سے پلاک جھپکنے میں دیدار ہوتا ہے۔

سلطانِ العارفین فرماتے ہیں کہ تجھی کوہ طور پر ہوئی جس سے موسیٰ علیہ السلام بہوش

ہو گئے اور کوہ طور جل کر خاک بن گیا۔ ایسی ستر ہزار تجلیات ستر ہزار گناہ زیادہ

تو یہ ہفت سلطان الفقراء، پر طرفہ ایکین میں ہوتی ہیں۔ نہم نعروہ مانتے ہیں، نہ

شور و غفا کرتے ہیں بلکہ ھل مِ مَرْجِيد۔ اور لائیے۔ پکارتے ہیں۔

دریا و حدت داش چاکتیا، لچے دی جی پایا ہو۔

ہفت سلطان الفقراء کی یہ شان دیکھ کر ستم انگشت بندہاں رہ جاتے ہیں کہ امت

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فردا کیسی شان کے ماک ہیں۔ کیوں نہ ہو حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

الْعَلَمَاءُ أُمَّتِي كَتَشِلُ الْأَنْبِيَاءَ بَنَى إِسْرَائِيلَ۔

میری امت کے قہاد بني اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں،

موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کوہ طور پر اسمرت کے نور کی تجلی ہوتی جبکہ ہفت

سلطان الفقراء کے وجود پر اس نام ہو کے نور کی تجلی ہوتی ہے۔ پلاک جھپکنے میں ان

تجلیات کی تعداد ستر ہزار ہوتی ہے اور ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس مرتب کے نور کی تجلی سے اس

ہو کی تجلی لازمی طور پر ترہ زار گنازیادہ توی ہے۔ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذات با برکات وہ واحدستی ہے جنہیں کھلی آنکھ سے دیدارِ الہی نصیب ہے۔ قوله تعالیٰ: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا أطَغَیْ. دیدارِ الہی کے وقت نہ آپ کی نظر بہکی ذہبیکی دیدارِ الہی کے لیے اسمِ اللہ کے تصور سے نورِ اللہ میں مستقر ہو کر دیدارِ الہی نصیب ہو جاتا ہے۔ یا اللہ! ہمیں بھی اپنے دیدار سے شرف کر، امین چہ حاجت رَبِّ اَرْبَعَ وِيَتِ اللَّهُ كَظَاهِرِ بَاطِنِ شَدَّاقَ فِي الْأَنْدَلَفِ رَبِّ اَرْبَعَ وِيَتِ اللَّهُ کی حاجت کیوں ہو!

جب ظاہر و باطن غرق فی اللہ محو ہو! (ترجمہ فیر) اگر راہ باطن معرفتِ الہی میں اسمِ اللہ کے حروف کے درمیان تخلیات نوِ اللہ کا مشاہدہ نہ ہوتا جاں خاص حضرت مُحَمَّد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نہ ہوتی۔ ملاقاتِ مصلح انبیاء اولیاء اللہ۔ درویش فقیر غوث و قطب۔ عارف بادلہ نہ ہوتا۔ اگر تمیش۔ دلیل۔ توہ۔ وہم۔ خیال۔ قرب۔ وصال۔ علم۔ لدنی۔ فتوحات غیبی جو ان باعواب نہ ہوتا۔ تصورِ اسمِ اللہ و مُحَمَّد رسولِ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے طریقے سے غرق فنا فی اللہ بقا بالله معرفتِ مولیٰ صبح نہ ہوتی تو راہ باطنی چلنے والے تمام لوگ گمراہ اور کافر ہو جاتے۔

یاد رہئے کہ اگر حق ریاضت و مارسائی سے حاصل ہوتا تو شیطان کو ہوتا انگریز بکر و آنانے اُسے مردود بنادیا۔ اگر علم اور فضیلت سے حق حاصل ہوتا تو بلعم باعور کو ہوتا۔ اگر مال دُنیا کی کثرت سے حق حاصل ہوتا تو قارون کو ہوتا الگرسی کو حداں دعویٰ کرنے سے (جیسا کہ جاہل صوفی خدا نی دعویٰ کیا کرتے ہیں) حق حاصل ہوتا تو فرعون کو ہوتا۔ اگر جہالت سے حق حاصل ہوتا تو ابو جہل کو ہوتا حق محبت و اخلاص سے حاصل ہوتا ہے جس نے اصحابِ کعبہ کے گئے کو ان کے اصحاب میں داخل کر دیا۔

سلطان العارفین نے فرمایا۔ مجلسِ مسرج ہے اور لقاءِ اپنے وقت پر موجود ہے خواہ معروف کرخی جیسا مرید ہی کیوں نہ ہو۔ دارت شاہ جہیں ان کی مایہ ناز کتاب ہیئت نے دوامِ بخش دیا ہے، کہتے ہیں۔ ۴ وارت شاہ تمامیاں ہوماناں نوں ہوئے دین ایمان لقاءِ سائیں!

حدیث

قوله تعالیٰ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلِّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا صَلَوةً عَلَيْهِ وَسَلَّمُوا قَسْلِيْمًا! بے شک ادھر اس کے فرشتے بُنیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے ہیں۔ لے ایمان والو اتم بھی آپ پر درود بھیجو اور ان کے آگے ستریلیم ختم کر دو!

درود پاک کے بغیر کوئی دعا مقبول نہیں ہوتی۔ دعا درود شریف کے بغیر فضا میں معلق رہتی ہے۔ حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ درود پاک سُنتے بھی ہیں اور ہم درود پاک حضور کی بارگاہ میں اُن اللہ تعالیٰ کی وساحت سے پیش بھی کرتے ہیں۔ کہ اے اُن اللہ! ہم گزر گاہ سے تبرے مجور ہی کے لائت درود بھیجنے سے عاجز ہیں۔ لے اُن اللہ! اپنے درود پاک میں ہمارے ہدیہ درود کو بھی شامل کر کے حضور پاک صَلَّی اللہُ علیْہِ وَسَلَّمَ کو پہنچا دے!

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجَيِّدٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

أَرْكَتْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مُحَمَّدٌ

مُهَمَّهَه

تَلْخُرُ دُعَوَاتَ اعْنَ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ سُولَّ اللَّهُ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جَوَرِ شَرِحِ كِتابِ بَطَابِ دِيدَارِ بَخِشِ خُورَدِ تَصْنِيفَتِ تَالِيفَ سُلَطَانِ الْعَافِفِ سُلَطَانِ الْفَتَرِ
أَنَّى يَمِينَ ذَاتِ يَاهُورِ يَاهُورِ مَسَرَّةِ الْعَرِيزِ آخِرِ حِجَّةِ الْمَكَرِ وَقَتْ أَنْجَعِ صَبَرِ

مُرْضِ الْأَرْغَتِ ١٩٩٥: بِطَابِيَّاتِ الْأَوَّلِ إِلَامِيَّةِ
ازْتَلَمْ فَقِيرِ الْأَنْجَنِ قَادِرِيِّ سُرُورِيِّ سُلَطَانِيِّ شَاهِدِهِ لَاهِيَّوْ

فَقِيرِ الطَّافِحِيِّينِ قَادِرِيِّ سُرُورِيِّ سُلَطَانِيِّ -
الْمُلْقَبُ: آخِرِيِّيِّ عَهِيدَ كَخَلِيفَةِ سُلَطَانِيِّ عَزِيزِ كَالْوَنِ شَاهِدِهِ لَاهِيَّوْ